المهند علی المفند

یعنی

عقائد علماء اہل سنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرۃ مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

از

حضرۃ مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی مدظلہم

مع

تصدیقات قدیمہ وجدیدہ

ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور

پہلی بار عکسی طباعت : رجب ۱۴۰۳ھ ، اپریل ۱۹۸۳ء

باہتمام : اشرف برادران سلمہم الرحمٰن

مطبع :

قیمت مع کاغذ :

ادارہ اسلامیات

پبلشرز ، بک سیلرز ، ایکسپورٹرز

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ، ۱۹۰ ، انارکلی ، لاہور

ادارۃ المعارف دارالعلوم ، کراچی ۱۴

دارالاشاعت ، اردو بازار ، کراچی ۱

مکتبہ دارالعلوم ، دارالعلوم ، کراچی ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد!

"المہند علی المفند" فخر المحدثین قطب الواصلین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری قدس اللہ سرہٗ کی وہ مشہور تصنیف ہے۔ جس میں بعض متعصب گمراہ لوگوں کے مکروہ پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے اہلِ سنت والجماعت کے اُن مسلمہ عقائد کو پیش کیا گیا ہے۔ جن کو پوری اُمت کے محقق علماء ہمیشہ سے مانتے چلے آئے ہیں اور اب علماء دیوبند رحمہم اللہ بھی اُنہی کے حامل ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے علماء دیوبند (اللہ تعالیٰ ان پر خاص رحمتیں نازل فرمائے) کو اس دور میں یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ وہ افراط و تفریط کے گرد و غبار میں اہلِ سنت والجماعت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہے ہیں، اس سلسلہ میں جمہور علماء کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے نہ انہیں کبھی جھجک محسوس ہوتی نہ ملامت کے خوف سے کبھی اُن کی آواز پست ہوتی ہے، وہ ہر دور میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہے ہیں، اُن کے یہاں عقائد کی پختگی، روایتِ حدیث پر نظر، جمہور کے مسلک کی حفاظت، فقہ کی رنگارنگی اور تصوف کا سوز و گداز اس خوبصورت تناسب کے ساتھ ملتا ہے کہ جس سے دین کے کسی شعبہ کی حق تلفی نہیں ہوتی اور دین کی ہر بات بر محل اور تجلیات سے بالاتر نظر آتی ہے۔ (رزقنا اللہ اتباعہم)

اس صراطِ مستقیم پر جو قرآن و حدیث کی نصوص اور مزاج و مذاق کے عین مطابق

ہے اور جس پر یہ علماءِ حقانیین گامزن ہیں، گاہے بگاہے افراط و تفریط کی ظلمتیں نمودار ہو کر آثارِ منزل کو دھندلا کر دیتی ہیں، مگر خدام اہل سنت والجماعت اپنے قول و فعل اور تحریر و تقریر سے یہ گرد و غبار صاف کرکے عامۃ المسلمین کے لئے راہ حق واضح کرتے رہے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے، جو آپ کے سامنے پیش ہے۔ جس سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کا علم ہوتا ہے۔

مزید افادہ کیلئے ہم نے اس کتاب "المہند علی المفند" کے آخر میں مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہل السنت والجماعت" شامل کردیا ہے۔ جو درحقیقت "المہند" کا خلاصہ ہے اور اس کے آخر میں موجودہ دور کے علماء کرام کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔

اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے علم و عمل کے ہر میدان میں ہمیں سنت رسول اللہ پر قائم رہنے، جماعت صحابہؓ کا دامن تھامے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان اور حسن عمل پر خاتمہ نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

فہرست عنوانات

جدید تصدیقات از اکابر علمائے دیوبند دامت برکاتہم العالیہ

تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی حسام الحرمین کا جواب
خود علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً
کے قلم سے

المُهَنَّد علی المُفَنَّد

معروف بہ

التصديقات لدفع التلبيسات

تسمیہ مترجم

ماضی الشفرتین
علی
خادع اهل الحرمین

جس سے جماعت جمہور دیوبند کے عقائد و خیالات کی تائید و توثیق ہو کر دنیا بھر کے علماء کی مہر تصدیق ثبت ہو گئی

ادارہ اسلامیات لاہور

اکابر دار العلوم کا اجمالی تعارف

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفائے کاملین نے گیارھویں صدی ہجری میں اور بارھویں صدی میں امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان سعادت نشان نے متحدہ ہندوستان میں جو توفیق ایزدی علم و عرفان اور شریعت و طریقت کی جو قندیلیں روشن کیں۔ انہی انوار ہدایت سے تیرھویں صدی کے اواخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وارثین کاملین حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم دیوبند[1] اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ[2] نے عالم اسلام کو منور فرمایا۔ یہ دونوں بزرگ کمالات شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ بعد از کائنات محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ان کے قلوب و اجسام پر محیط تھی۔ توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت اور شرک و بدعت کے استیصال و انسداد میں ان حضرات نے اپنی مقدس زندگیاں صرف کر دیں۔ مذہب اہل السنت اور مسلک حنفی کو اپنے دور میں ان بزرگوں سے بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں وہ بہت

---

[1] ولادت شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ وفات ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ روز پنجشنبہ بعد نماز ظہر۔ حضرت نانوتویؒ کے مفصل حالات زندگی "سوانح قاسمی" مولفہ حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ میں ملاحظہ فرمائیں جو تین جلدوں میں چھپ چکی ہے ۱۲

[2] ولادت ۶ ذوالقعدہ ۱۲۴۴ھ وفات بروز جمعہ ۹ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ کے ظاہری و باطنی کمالات جاننے کیلئے "تذکرۃ الرشید" مولفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ کا مطالعہ کیجئے جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

بخشتے تھے۔ علوم ظاہرہ کے علاوہ باطنی علوم میں بھی ان حضرات کا ایک خاص مقام تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے امام الاولیاء قطب العارفین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب چشتی مہاجر مکی قدس سرہ سے روحانی فیضان حاصل کیا اور مقامات ولایت میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ خود حضرت حاجی صاحب موصوف نے اپنی تصنیف لطیف ضیاء القلوب صفحہ ۷۹ میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

نیز ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد، مولوی رشید احمد صاحب سلمہ و مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ را کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اند بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ او شاں بجائے من و من بمقام او شاں شدم و صحبت او شاں را غنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں* دریں زمانہ نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشاں فیضیاب بودہ باشند و طریق سلوک کہ دریں رسالہ نوشتہ شد در نظر ایشاں تحصیل نمایند ان شاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند اللہ تعالیٰ در عمر ایشاں برکت دہاد۔ و اللہ تعالیٰ نعمائے عرفانی و کمالات قربت خود مشرف گرداناد و بعزت النبی و آلہ الامجاد

جو لوگ مجھ فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتے ہیں، مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اللہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو جو کمالات علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں، مجھ فقیر کی بجائے بلکہ مجھ سے کئی درجے اوپر جانیں اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس ہوا کہ وہ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہو گیا۔ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں کیونکہ ایسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں اور ان کی بابرکت صحبت سے فیض حاصل کریں اور سلوک کا جو طریق اس رسالے میں لکھا گیا ہے وہ ان کے پاس حاصل کریں ان شاء اللہ محروم نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور تمام عرفانی نعمتوں اور اپنے قرب کے کمالات سے ان کو مشرف فرمائیں اور بلند درجات تک پہنچائیں اور ان کی ہمت کے نور سے تمام جہان کو منور فرمائیں۔ اور

"تا قیامت ان کا فیض جاری رکھیں۔ نبی اکرم
اور ان کی بزرگ آل کے واسطے سے"۔

حضرت حاجی صاحب موصوف چشتی سلسلہ میں اپنے دور میں ایک بے نظیر ہستی تھے جن کا روحانی فیضان عرب و عجم میں پھیلا۔ امام الاولیاء کی اس شہادت کے بعد اس بزرگ کی تصدیق کے لیے کسی اور شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء۔

۱۸۵۷ء کا جہادِ حریت مغلیہ شاہی خاندان کے زوال کے بعد اسلام کے بدترین اور ہلاک دشمن انگریز نے جب ہندوستان پر اپنی جابرانہ حکومت قائم کر لی تو ۱۸۵۷ء میں علماء حق اور حریت پسند طبقہ نے انگریزی حکومت کے خلاف ایک زبردست آزادی کی جنگ لڑی۔ اس جہادِ حریت میں علماء اسلام کی قیادت حضرت حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی۔ اکابر دیوبند حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب وغیرہ نے اس جہاد کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی پوری جانبازانہ کوششیں صرف کر دیں لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۸۵۷ء کے اس قیامت خیز ہنگامہ میں انگریزی حکومت نے تیرہ ہزار سے زائد علماء اسلام کو پھانسی پر لٹکایا اور بعض مجاہدین کو نہایت وحشیانہ سزائیں دی گئیں۔ بعض مسلمانوں کے بدن پر خنزیر کی چربی ملی گئی۔ اور زندہ ان کو خنزیر کی کھال میں سی کر آگ میں جلا دیا گیا۔ غرضیکہ اس سفاک دشمن نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر اہلِ ملک کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً بہت زیادہ کمزور کر دیا۔ ملک پر سیاسی و مادی تسلط پانے کے بعد انگریز کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے بھی اسلامی نقوش و آثار مٹا دیے جائیں اور قرآنی تعلیمات کو گہری سازش سے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ لارڈ میکالے اور اس کی تعلیمی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں حسب ذیل الفاظ لکھے تھے:۔

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے، جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو"[1] ۔ (تاریخ التعلیم میجر باسو ص ۳۱)

—— مرحوم اکبر الٰہ آبادی نے اسی حقیقت کو اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد

انگریزی حکومت کے عزائم اور اس کے فرعونی اقتدار کے خوفناک نتائج کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے اپنی قوت قدسیہ سے پہلے ہی ادراک کر لیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی اور اسلامی علوم و روایات کے تحفظ کے لیے دیوبند میں ایک دینی عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس وقت کے اکابر اولیاء اللہ کی دعائیں اس مدرسہ کے شامل حال تھیں چنانچہ اس عظیم الشان مدرسہ کا افتتاح بتاریخ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء مسجد چھتہ میں انار کے مشہور درخت کے نیچے ہوا۔ اس تاریخی درسگاہ کے سب سے پہلے معلم حضرت ملا محمود صاحب اور پہلے متعلم محمود الحسن تھے جو بعد میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا کی تاریخی شخصیت سے جہان میں مشہور ہوئے۔ خداوند عالم کی رحمت و نصرت سے یہ دینی درسگاہ بعد میں دارالعلوم دیوبند کے نام سے عالم اسلامی کے لیے سرچشمہ علوم و معارف بنی جس کے فیوض و برکات سے آج تک ایک عالم مستفید ہو رہا ہے۔ "تاریخ دیوبند" میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] انگریزی دور کے مظالم اور فرنگی حکومت کی اسلام کش پالیسی کی تفصیلات کے لیے نقش حیات جلد اول، مولفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کریں۔ ۱۲

مہتمم دارالعلوم دیوبند کو خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ کے کنوئیں پر تشریف فرما ہیں اور کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے ایک بڑا ہجوم لوگوں کا سامنے ہے۔ لوگوں کے پاس چھوٹے بڑے برتن ہیں اور ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم سب کے برتنوں کو دودھ سے بھر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر بزرگوں نے یہ نکالی کہ ان شاء اللہ اس مدرسہ سے شریعت محمدیہ کے علوم وفیوض کے چشمے جاری ہوں گے جن سے ایک جہان سیراب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ اس دور میں دارالعلوم دیوبند ایک مجدد کی حیثیت رکھتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس دارالعلوم کے ذریعہ کتاب وسنت کے علوم ومعارف کا جو فیضان اطراف عالم میں پھیلا ہے اس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ عالم اسباب کے پیش نظر اگر دارالعلوم کا وجود نہ ہوتا تو متحدہ ہندوستان میں مذہب اہل السنت والجماعت کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔ لیکن اکابر دارالعلوم کی اصلاحی اور تجدیدی مساعی سے شرک والحاد کی ظلمتیں چھٹ گئیں اور توحید وسنت کے انوار پھیل گئے۔ بانی دارالعلوم حضرت نانوتوی ؒ نے دارالعلوم اور دیگر دینی مدارس کے لیے آٹھ بنیادی اصول وضع فرمائے تھے جن پر دارالعلوم کی علمی ودینی ترقیات موقوف ہیں۔ سن ۱۹۲۲ء میں بسلسلہ تحریک خلافت مشہور مسلم لیڈر مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم جب دیوبند تشریف لائے اور ان کو حضرت نانوتوی ؒ کے یہ آٹھ اصول بتلائے گئے تو آپ رو پڑے اور فرمایا کہ یہ اصول تو الہامی معلوم ہوتے ہیں[1] بلاشبہ دارالعلوم نے اس صدی میں بلا مبالغہ ہزاروں محدث، مفسر، فقیہ، متکلم، صوفی عارف اور مجاہد پیدا کیے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی ؒ اور قطب الارشاد حضرت گنگوہی ؒ کے فیض یافتہ تلامذہ ومتوسلین میں سے سب سے جامع ترشخصیت امام انقلاب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا[2] رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو دارالعلوم کے

---

[1] ملاحظہ ہو "آزادی ہند کا خاموش رہنما" دارالعلوم دیوبند۔ مؤلفہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم

[2] اسارت مالٹا کے اسباب و واقعات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب "سفرنامہ اسیر مالٹا" مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

سب سے پہلے طالب العلمی میں حضرت شیخ الہند کے سینکڑوں تلامذہ و مسترشدین میں سے
شیخ العرب والعجم امیر المجاہدین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی[1] شیخ الحدیث
دارالعلوم دیوبند، جامع کمالات صوری و معنوی حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب
کشمیری محدث دیوبند، مفتی اعظم مسند العلماء حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلوی
شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صاحب
فتح الملہم شرح صحیح مسلم (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) اور بطل حریت، داعی انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ
صاحب سندھی ایسی ممتاز شخصیتیں ہیں جن کے ذریعہ دیوبندی مسلک کو ہر شعبہ میں بہت
زیادہ تقویت پہنچی۔ علاوہ ازیں اکابر دیوبند میں سے حکیم الامت، امام طریقت حضرت
مولانا اشرف علی صاحب تھانوی[2] صاحب تفسیر بیان القرآن (المتوفی ۱۳۶۲ھ) کو بھی
حضرت شیخ الہند کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ شیخ التفسیر قطب دوراں صاحب
کشف و کرامت حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (جو دارالعلوم
دیوبند کے فیض یافتہ ہیں)، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور
صدر مدرس حضرت مدنی جامع الظاہر والباطن ہوتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ گیارہ مرتبہ حرمین
شریفین کی حاضری نصیب ہوئی ہے، جہاں روئے زمین کے اولیاء اللہ جمع ہوتے ہیں
لیکن اتنی مدت میں میں نے وہاں حضرت مدنی جیسا جامع بزرگ نہیں دیکھا۔ علاوہ مذکورہ
بزرگوں کے شیخ المشائخ العارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری اور
قطب دوراں واصل باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری بھی حضرات
اکابر دیوبند کے فیض یافتہ ہیں، جن کے انوار ولایت نے ہزاروں قلوب میں معرفت کے

---

[1] ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء۔ وفات بروز جمعرات ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء
حضرت مدنی نے تقریباً ۱۶ سال مدینہ منورہ مسجد نبوی میں کتب حدیث کا درس دیا ہے۔ حضرت کی خود نوشت سوانح عمری
"نقش حیات" دو جلدوں میں چھپ چکی ہے اور مکتوبات شیخ الاسلام چار جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں جو علوم و معارف
کا گنجینہ ہیں۔ [2] حضرت تھانوی کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچتی ہے جو اکابر حضرت کے ملفوظات و
افادات علوم و معارف کا بہترین مجموعہ ہیں۔

چراغ جلا دیے۔ امیر شریعت، مجاہد حریت، الطائف جلیل خطیب امت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جمال و جلال بھی اکابر دیوبند ہی کا پرتو تھے جس نے ہزاروں نوجوانوں میں عشق ختم نبوت کی آگ لگا دی۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین!

ایک تکفیری فتنہ

انگریز ان مجاہدین حریت اور علمائے حق کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ جب اس نے دارالعلوم دیوبند اور ان کے اکابر کے علمی و دینی اثرات کو پھیلتے دیکھا تو اس نے اس سرچشمۂ اسلام کو ختم کرنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کیں۔ بعض دنیا پرست مولویوں اور پیروں کو خرید لیا گیا اور ان کے ذریعہ ان حضرات پر وہابیت کا الزام لگایا۔ اور اس سے پہلے بھی ان اکابر کے اسلاف امام المجاہدین قدوۃ الکاملین حضرت سید احمد شہید بریلوی اور عالم ربانی مجاہد جلیل حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی مجاہدانہ قربانیوں کو اسی وہابیت کے الزام سے ناکام بنانے کی کوشش کی جا چکی تھی۔ خدا جانے وہ کون سے اسباب و عوامل تھے کہ فرقہ بریلویہ کے بانی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اکابر دیوبند کے خلاف تکفیری مہم تیز کر دی۔

حسام الحرمین کی حقیقت

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی موصوف نے ۱۳۲۳ھ میں سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فراغت کے بعد انھوں نے مکہ معظمہ میں ہی ایک رسالہ مرتب کیا جس میں اکابر دیوبند کی عبارات کو لفظی و معنوی تحریف کر کے درج کیا گیا۔ اور طرفہ یہ کہ ان محبت و اطاعت محمدی میں ڈوبی ہوئی شخصیتوں پر یہ اتہام لگایا کہ معاذ اللہ انھوں نے اپنی کتابوں میں خدا کو جھوٹا کہا ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ رسالہ کو اس طریق سے مرتب کیا کہ پہلے فرقہ قادیانیہ کے عنوان سے مرزا غلام احمد متنبی قادیان کی کفریہ عبارتیں درج کیں اور اس کے بعد اکابر دیوبند کو فرقہ وہابیہ کذابیہ اور فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے قبیح عنوانات کے تحت متعدد فرقوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ فرقہ قادیانیہ کی طرح

ہندوستان میں یہ بھی کوئی مستقل جدید فرقے پیدا ہوئے ہیں۔ اس رسالہ میں اکابر دیوبند میں سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری مصنف بذل المجہود شرح ابو داؤد، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرکے ان پر قطعی تکفیر کا فتویٰ صادر کیا۔ اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

علمائے حرمین شریفین سے اس فتویٰ کی تصدیقات حاصل کرنے کے لیے مختلف ذرائع و وسائل سے کام لیا گیا[۱]۔ یہ حضرات چونکہ اکابر دیوبند اور ان کی تصانیف سے پورے متعارف نہ تھے اس لیے رسالہ کی مندرجہ عبارات کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔ ان میں سے محتاط علماء نے یہ لکھا کہ اگر واقعی ان کے عقائد ایسے ہیں تو فتویٰ درست ہے۔ حجاز سے واپسی پر کچھ عرصہ سکوت کرنے کے بعد مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ رسالہ حسام الحرمین کے نام سے ہندوستان میں ۱۳۲۴ھ میں طبع کرا لیا۔

المہند علی المفند — ان ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدینہ منورہ ہی میں مقیم تھے اور مسجد نبوی میں آپ کا درس بہت عروج پر تھا۔ لیکن حسام الحرمین کی کارروائی اس طرح رازداری میں رکھی گئی کہ آپ کو اس وقت اس کا مکمل علم نہ ہو سکا۔ اس تکفیری سازش سے مطلع ہونے کے بعد حضرت مدنی نے اکابر علمائے حرمین شریفین کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ تو ان حضرات

---

۱ اس کی تفصیل الشہاب الثاقب مصنفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲ اکابر دیوبند کی ان عبارات کو جن کو مدار تکفیر بنایا گیا ہے ان کی تشریح و توجیہ کے لیے ذیل کی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے: الشہاب الثاقب مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ، توضیح البیان، السحاب المدرار مصنفہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری۔ اور فیصلہ کن مناظرہ مؤلفہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدیر ماہنامہ الفرقان لکھنؤ۔ اور فیصلہ خصومات مصنفہ حضرت مولانا سید انور حسین صاحب جعفری(؟) (مرحوم)

نے چھبیس سوالات قلمبند کرکے اکابر دیوبند کو جواب کے لیے ارسال کیے۔ اس وقت
حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ مذکورہ سوالات کے جوابات
فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے فصیح عربی زبان میں مرتب
فرمائے جس پر اس وقت کے تمام مشاہیر دیوبند مثلاً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ
صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، اسوۃ الصلحاء حضرت
مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ، بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب
مہتمم دار العلوم ابن حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی، عارف کامل حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب
مفتی اعظم دار العلوم، اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنی
تصدیقات تحریر فرمائیں۔ مشاہیر ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ اسلامی ممالک
کے معتمد علماء اور مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین فرمایا۔ چنانچہ یہ رسالہ
۱۳۲۵ھ میں تحریر ہوا اور "المہند علی المفند" کے نام سے ملک میں شائع کیا گیا۔ اس رسالہ
میں مذکورہ سوالات کی روشنی میں اکابر دیوبند کے عقائد حقہ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے
جس سے مخالفین و معاندین کی تلبیسات کا پردہ چاک ہو کر بزرگان دیوبند کا حقانی و
حقیقی مسلک واضح ہو جاتا ہے۔ گویا کہ "المہند" اکابر دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز
ہے جس میں دیوبندی مسلک اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

طبع جدید

"المہند" کا اردو ترجمہ عقائد علمائے دیوبند کے نام سے متعدد بار شائع
ہوا ہے لیکن عربی متن مع ترجمہ اردو عرصہ سے نایاب تھا جس کی
علمائے کرام کو طلب تھی۔ الحمد للہ اس تاریخی دستاویز کی جدید طباعت و اشاعت کی سعادت
حق تعالیٰ نے پاکستان میں رفیق محترم حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی زید مجدہم
مجاز حضرت لاہوریؒ کو نصیب فرمائی ہے جن کی مساعی سے یہ علمی و عرفانی ہدیہ اہل علم
کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ ناکارہ اور جملہ مسلمانوں کو

سلف صالحین، محققین اہل السنت اور اکابر دیوبند کے مسلک حق پر قائم رکھیں۔ آمین!
بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
ضلع جہلم

۲۳ رمضان المبارک
۱۳۸۲ھ

---

۱ سلف صالحین اور محققین اہل السنت کا مسلک حق کیا تھا؟ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقام ابوحنیفہؒ اور مقام حضرت امام ابوحنیفہؒ مؤلفہ حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صاحب فاضل دیوبند مصنف تبرید النواظر، راہ سنت وغیرہ۔ نیز مولانا موصوف نے حال ہی میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے حالات میں ایک رسالہ "بانی دارالعلوم دیوبند" تالیف فرمایا جس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔
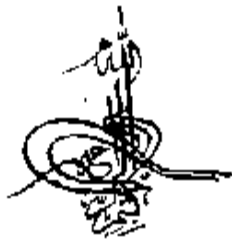
الحمد لله الذی یحق الحق بکلماته و یبطل الباطل بسطواته فنصر
المومنین و قال کان حقا علینا نصر المومنین و قطع کید الخائنین فقطع
دابر القوم الذین ظلموا و الحمد لله رب العلمین ۔ و الصلوٰة و السلام
علی مفرق فرق الکفر و الطغیان و مشتت جیوش بغاة القرین و الشیطان ۔
و علی آله و صحبه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا
یبتغون فضلا من الله و رضوانا ما تعاقب النیران و تضاد الکفر و الایمان

اما بعد، حضرات ان چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ عالیجناب
احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے
اور ان کی کوشش اور تدبیر کس انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ
مخالفین اسلام نے گونا گوں انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچایا۔ مگر خان صاحب نے روافض
کی طرح اخیار امت محمدیہ کو منتخب کر کے ان ہی سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہا جیسے روافض
نے امت کے خلاصہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر
کے ان کی تکفیر کی، اور تبرا بازی و سب و شتم سے کام لیا تھا۔ ایسے ہی خان صاحب نے
اس وقت جو دین کے منتخب اور برگزیدہ جماعت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان کو اپنے
گھر کے حوض میں سے مکدر کرنا چاہا۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ مہ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
کسے کو تف زند ریشش بسوزد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خانصاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی تخم ریزی پہلے ہی سے ہو چکی ہے، اس وجہ سے سب کے پچھلے چھوڑ خانصاحب احمد رضا خاں، برعکس نہند نام زنگی کافور، درحقیقت احمد رضا خاں صاحب نے تمام ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ فخر اُمت و معجزہ من معجزات سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چنا۔ اور حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم و مظلوم اہل بدعت پر رجم بعض کلمات کے جو سنت اور مخالف اہل بدعات کے جن کی بدعات شرک کی حد تک پہنچ گئیں تھیں مقابلہ میں لکھے گئے تھے تمام تر ان حالیہ اور غیر حالیہ سے قطع نظر کرکے اتہامات لگائے اور ان پر ستر کیا، بلکہ غیر متناہیہ وجوہ سے کفر لازم کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دے کر فقہائے کرام کا فتویٰ تکفیر چھاپ دیا، مگر حضرت شاہ صاحب کے خاندان کی عظمت مسلم ہو چکی تھی۔ اور ایں خانہ تمام آفتاب سنت کا مصداق تھا، نیز اگر کوئی بدعتی یا ناواقف حضرت شہید مرحوم سے بدظن بھی ہو تو اور حضرات کا تقدس کیا بدعات کی جڑ اکھیڑنے کو کم ہے۔ اس وجہ سے خانصاحب کو پوری کامیابی نہ ہوئی، اور چونکہ اس زمانہ میں بدعت کی تباہی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کے جانشین وارث اور ارشد تلامذہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نانوتوی حجۃ اللہ تعالیٰ فی الارض، اور حضرت رشید الاسلام والمسلمین آیۃ من آیات رب العالمین حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اسرارہم کے سپرد ہوئی اور حمایت سنت مصطفوی کا بلند جھنڈا انہی کے مقدس ہاتھوں میں دیا گیا جو مدرسہ عالیہ کی رفیع عمارت پر ان حضرت نے قائم فرمایا اور مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ

مینار تھا کی طرح جیسے آسمان سے باتیں کرتا تھا، اپنے استحکام میں ساتویں زمین تک بھی پہنچا
ہوا تھا اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم اور شام اور عرب و عجم، کابل و قندھار، بخارا
و خراسان، چین و تبت وغیرہ دنیا کے تمام گوشوں سے نظر آتا تھا اور عاشقانِ سنت
اس کے سبز پھریرہ کو دور ہی سے دیکھ کر سنتِ نبوی کی مہک اس سے پا لیتے تھے اور
آنکھ بند کیے چلے آتے تھے۔ اور دیوبند کی گلیوں میں پھرتے نظر آتے تھے اور یہاں کی
خشک روٹی اور دال کو دہلی کے بدعت خانہ کے قورما پلاؤ پر ترجیح دیتے تھے، اور

بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدائی تیری

کا نعرہ بلند کرتے تھے جو آتیہ من کل فج عمیق کا نظارہ دکھا کر قاضی صاحب
ہمہ تن پوری توجہ انھی حضرات کے اثر مٹانے کی طرف فرمائی۔ حضرت شہید مظلوم رح پر
ستر وجہ سے کفر ثابت فرما کر فقہائے کرام کا اجماعی قطعی فیصلہ قرار دے کر خود احتیاط
کی تھی جس کی بنا پر خود فقہائے کرام اور اصحاب فتویٰ علماء کے نزدیک خود ہی سلسلہ
متقدمین کے کافر ہو چکے تھے مگر حضرات مرحومین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب
حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہما اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب
اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا نام لے کر قطعی تکفیر کی اور
یہ کہا کہ جو ان کے کافر کہنے میں تردد و تامل اور شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ حضرت
مولانا نانوتوی رح پر ختم زمانی کے انکار کرنے کا الزام لازم کیا۔ اور حضرت مولانا گنگوہی رح
پر یہ افترا کیا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کے جائز رکھنے والے کو مسلمان سنی بتاتے تھے
حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیوضہم کی جانب یہ عنایت فرمائی کہ وہ براہین
قاطعہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے
زیادہ ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بہتان لگایا کہ
حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جس قدر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اتنا

تو ہر جیسی و مجنون و بہائم کو بھی حاصل ہے، لیکن چونکہ خانصاحب کا علم و فضل و تدین قابل اعتبار نہ تھا، اس وجہ سے یہ مضمون عربی عبارت کی کتاب المعتمد المستند میں لکھ کر اس کی تصدیق علماء حرمین شریفین سے کرائی اور اس کا نام حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین رکھ کر تمام ہندوستان میں شور مچا دیا کہ دیکھو علماء حرمین شریفین نے ہمارے فلاں فلاں مخالف کی قطعی تکفیر کر دی، اب ان کے کفر میں کیا شک باقی رہا، حالانکہ یہ بالکل افتراء محض ہے جو السحاب المدرار اور توضیح البیان وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ خانصاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر جب بعض علماء مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے یہ چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے؟ اس کو صاف لکھیے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے، چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جواب لکھ کر حرمین شریفین کے علماء کی خدمت مبارک میں پیش فرمائے، علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً و علماء مصر و حلب و شام و دمشق نے ان کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں، ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہو سکتا ہے، نہ بدعتی اور نہ اہل السنت و الجماعت سے خارج۔ اہل اسلام کی اطلاع کی غرض سے علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق کی تصدیقات بصورت رسالہ مسمی بہ المہند علی المفند معروف بہ تصدیقات لدفع التلبیسات مع ترجمہ المسمی بہ ماضی الشفرتین علی خادع اہل الحرمین طبع کرا دیا گیا تاکہ اہل اسلام کو خانصاحب کی ایمانداری پوری پوری طرح سے معلوم ہو جاوے۔ اب اہل ایمان خانصاحب سے دریافت فرماویں کہ آپ نے حسام الحرمین پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بےشک بزازیہ و درر

اور غرر اور فتاوٰی خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ انتہی۔ پھر صفحہ ۹۴ پر ہے، حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ، ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شک نہیں۔ انتہی۔ اور حضرات علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام ان تمام حضرات کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد کو عقائد اہل سنت لکھ کر ان کی تصحیح، تصدیق فرماتے ہیں تو اب جناب کے فتوٰی کے موافق یہ تمام حضرات اور جملہ اہل عرب و روم و دمشق و شام و مصر و عراق کیا قطعی کافر ہو گئے کیا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے۔ وہ بھی کافر ہے۔ معاذ اللہ العظیم ونعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

مسلمانو، یہ ہے خانصاحب کی محبت سنت، اور یہ ہیں وہ اہل السنت والجماعت کہ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا۔ بڑے بڑے کفار جو اسلام کے مٹانے کی تدابیر میں مصروف ہیں خانصاحب نے ایک فتوے سے گویا سب کی مرادیں پوری کر دیں۔ مگر اسلام کا مٹانا دنیا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کوئی اپنا منہ دین دنیا میں کالا کرے مگر آفتاب اسلام تو قیامت تک تاباں ہی رہے گا۔ چونکہ رئیس فرقہ مبتدعہ عالیجناب احمد رضا خانصاحب بریلوی کی حسام الحرمین کی حقیقت منکشف ہو گئی کہ خانصاحب نے جو کچھ لکھا تھا، وہ محض افترائے خالص تھا۔ علماء کرام حضرات دیوبند کو کافر کہے اور ان کے کفر میں کسی طرح شک و تردد و تامل کرے، وہ بھی قطعی کافر ہے۔ اس لیے اس رسالہ کے دیکھنے سے واضح ہو جاتے گا کہ علماء حرمین شریفین زاد ھما اللہ شرفاً و تکریماً

حضرات دیوبند کے عقائد کی تصحیح فرما رہے ہیں۔

پس اب دیکھنا ہے کہ خان صاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علماء
دیوبند کے ساتھ تمام علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دیگر سب کی تکفیر کرتے
ہیں کیونکہ تمام علماء حضرات دیوبند کو مسلمان سمجھتے ہیں اور رد الحسام علی رؤس اللئام میں
کہ حضرات دیوبند ربانی و متبحر علماء مسلمان بتا رہے ہیں۔ اب ہم دیکھیں کہ خان صاحب
کے پاس کون سی ترکیب اور کرامت ہے جس سے علماء دیوبند تو کافر رہیں اور
علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام مسلمان بنے رہیں۔

حضرت مولانا **خلیل احمد** صاحب مد فیضہم کو یہی علماء تحریر کرتے ہیں کہیں
یکتائے زمانہ، کہیں اخی العزیز، کہیں شیخ وقت، کہیں مقتدائے انام اور کہیں پیشوائے
امت۔ چنانچہ تقاریظ و تصادیق کے الفاظ سے ناظرین پر واضح ہوگا۔ اور جو برتاؤ
حضرات علماء حرمین شریفین کا بوقت ملاقات جسمانی مولانا ممدوح کے ساتھ ہوا اور
زبانی گفتگو پر جو وقعت و عزت ان حضرات کے قلوب میں پیدا اور جوارح سے ظاہر
ہوئی، اس کا تو ذکر کیا جائے کہ مصافحہ و معانقہ و انبساط کے علاوہ سلطان دو جہاں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد محترم میں مدینۃ الرسول کے بیسیوں شہزادوں
نے مولانا ممدوح کے تلمذ کو فخر سمجھا اور مسلسلات خاندان ولی اللہی کے علاوہ صحاح کی
اجازت حاصل فرما کر مسرور و مبتہج ہوئے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

حق تعالیٰ شانہ کے ان احسانات جلیلہ کا ذکر کرنا چونکہ حاسدوں کی کلس بڑھاتا
ہے۔ اس لیے یہ تفصیل بیان نہیں کی جاتی۔ منصفانہ نظر سے دیکھنے والے کو یہ رسالہ
ہی کافی ہے۔ جن کی اصل مہر و دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے اور بجنسہ نقل عام طور
پر بھیجوا دی ہے۔ اس وجہ سے عرض ہے کہ علماء اہل اسلام نہایت اطمینان سے

المہند اور اس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حضرات علمائے کرام
دیوبند کے عقائد بالکل صحیح اہل سنت والجماعت کے موافق ہیں اور بحمداللہ تعالیٰ
حضرات علماء کے ساتھ ہیں نہ کہ خانصاحب کے۔ سو اب کوئی بات ایسی باقی نہیں
رہی جس کو اہل بدعات ان حضرات کی طرف منسوب کرکے غیر مقلد یا وہابی کہہ سکیں۔
خانصاحب کا مکر کھل گیا اور ان کی تدبیر کا خاتمہ ہو چکا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

خانصاحب فقط حضرات دیوبند اور فدایان سنت ہی کے مخالف اور دشمن
نہیں ہیں۔ ان کے انداز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفس اسلام ہی کے دشمن ہیں۔
مگر ان کا بس چلے تو سب کو جلا دیں پھونک دیں۔ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کا حافظ
ہے، اس لیے آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے اور جو اس شریعت بیضا میں رخنہ اندازی
کرتا ہے خود روسیاہ اور ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

چونکہ یہ تمہید ہے رسالہ ھذا کی۔ اس لیے اختصار ملحوظ رکھ کر بقدر کفایت
درج کر دی گئی ہے۔ اہل علم صاحبوں کو اس بحث کی تفصیل مطلوب ہو تو تنبیہ
الایمان بالسنة والقرآن کو ملاحظہ فرمائیں جس میں خانصاحب کی عیاریاں
قدرے مفصل مذکور ہیں اور رسائل مفصلہ ذیل جو خانصاحب کے رد میں لکھے گئے
ہیں مطالعہ کریں:

اسکات المعتدی، قاصمة الظہر، الطین اللازب، السہم المبین
علی المضل، الختم علی لسان الخصم۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

أيها العلماء الكرام والجهابذة العظام قد نسب إلى ساحتكم الكريمة أناس عقائد الوهابية وأتوا بأوراق ورسائل لا نعرف معانيها لاختلاف اللسان فنرجو أن تخبرونا بحقيقة الحال ومرادات المقال ونحن نسألكم عن أمور اشتهر فيها خلاف الوهابية عن أهل السنة والجماعة

اے علمائے کرام اور سرداران عظام! تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے ہیں جن کا مطلب بوجہ غیر زبان ہونے کے سمجھ نہیں سکے اس لیے امید کرتے ہیں ہمیں حقیقت حال اور قول کی مراد سے مطلع کرو گے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل سنت والجماعت سے خلاف مشہور ہے

السؤال الأول والثاني

پہلا اور دوسرا سوال

(۱) ما قولكم في شد الرحال إلى زيارة سيد الكائنات عليه أفضل الصلوات والتحيات وعلى آله وصحبه

کیا فرماتے ہو شد رحال میں سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لیے

(۴) أي الأمرين أحب إليكم وأفضل لدى أكابركم الزائر هل ينوي وقت الارتحال للزيارة زيارته عليه السلام أو ينوي المسجد أيضاً وقد قال الوهابية أن المسافر إلى المدينة لا ينوي إلا المسجد النبوي۔

تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے نزدیک ان دو باتوں میں کون امر پسندیدہ و افضل ہے کہ زیارت کرنے والا بوقت سفر زیارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی، حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ منورہ کو صرف مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہیے

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

ومنه نستمد العون والتوفيق وبيده أزمة التحقيق۔

حامداً ومصلياً ومسلماً

ليعلم أولاً قبل أن نشرع في الجواب أنا بحمد الله ومشايخنا رضوان الله عليهم أجمعين وجميع طائفتنا وجماعتنا مقلدون لقدوة الأنام وذروة الإسلام الإمام الهمام الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان رضي الله تعالى عنه في الفروع ومتبعون للإمام الهمام أبي الحسن الأشعري والإمام الهمام

جواب

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے اور اس کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں۔

حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد

اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع کریں جاننا چاہیے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور

الی منصور الماتریدی رضی اللہ
عنہ فی الاعتقاد و الاصول و
منتسبون من طرق الصوفیۃ
الی الطریقۃ العلیۃ المنسوبۃ
الی السادۃ النقشبندیۃ و
الطریقۃ الزکیۃ المنسوبۃ
الی السادۃ الجشتیۃ و الی
الطریقۃ البہیۃ المنسوبۃ الی
السادۃ القادریۃ و الی الطریقۃ
المرضیۃ المنسوبۃ الی السادۃ
السہروردیۃ رضی اللہ عنہم اجمعین

طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل
ہے سلسلۂ عالیہ حضرات نقشبندیہ اور
طریقۂ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلۂ بہیہ
حضرات قادریہ اور طریقۂ مرضیہ مشائخ سہروردیہ
رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

ثم ثانیا انا لا نتکلم بکلام و
لا نقول قولا فی الدین الا وعلیہ عندنا
دلیل من الکتاب او السنۃ او اجماع
الامۃ او قول من ائمۃ المذہب
ومع ذلک لا ندعی انا مبرؤون من
الخطاء والنسیان فی طغیان القلم و
زلۃ اللسان فان ظہر لنا انا اخطانا فی
قول سواء کان من الاصول او الفروع
فما یمنعنا الحیاء ان نرجع عنہ ونعلن
بالرجوع کیف لا وقد رجع ائمتنا رضوا..

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے
میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی
دلیل نہ ہو قرآن مجید کی یا سنت کی یا
اجماع امت یا قول کسی امام کا۔ اور بایں
ہمہ دعوی نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان
کی لغزش میں سہو و خطا سے مبرا ہیں۔
پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں
قول میں ہم سے خطا ہوئی، عام ہے کہ
اصول میں ہو یا فروع میں، تو اپنی غلطی سے
رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی

اقله عليهم في كثير من اقوالهم حتى ان
امام حرم الله تعالى المحترم اماما
الشافعي رضي الله عنه علم بين مسئلة
الا وله فيها قول جديد و الصحابة رضي
الله عنهم رجعوا في مسائل الى اقوال
بعضهم كما لا يخفى على متتبع الحديث
فلو ادعى احد من العلماء انا غلطنا في
حكم فان كان من الاعتقاديات فعليه
ان يثبت بنص من ائمة الكلام و
ان كان من الفرعيات فيلزم ان يبني
بنيانه على القول الراجح من ائمة
المذاهب فاذا فعل ذلك فلا يكون
منا ان شاء الله تعالى الا الحكم بالقبول
بالقلب واللسان و زيادة الشكر
بالجنان والاركان ـ
و ثالثا ان في اصل اصطلاح
بلاد الهند كان اطلاق الوهابي على من
ترك تقليد الائمة رضي الله تعالى عنهم
ثم اتسع فيه وغلب استعماله على من عمل
بالسنة السنية وترك الامور المستقبحة
الشنيعة والرسوم القبيحة حتى شاع في

اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں چنانچہ ہمارے
ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہت سے
اقوال میں رجوع ثابت ہے حتیٰ کہ امام حرم
محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ
ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید و قدیم
نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل
میں دوسروں کے قول کی جانب رجوع فرمایا
چنانچہ حدیث کے تتبع کرنے والے پر ظاہر ہے
پس اگر کسی عالم کا دعویٰ ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی
میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے تو
اس پر لازم ہے کہ اپنا دعویٰ ثابت کرے علماء کلام
کی تصریحات سے اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد
کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کریگا
تو انشاء اللہ ہماری طرف سے قبولیت ظاہر ہوگی یعنی دل و
زبان سے غلطی قبول کریں گے اور قلب و اعضاء سے شکر ادا کرینگے
تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی
کا استعمال اس شخص کے لیے تھا جو ائمہ رضی اللہ
عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر اس میں وسعت ہوئی
کہ یہ لفظ اس پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر
عمل کریں اور بدعات سیئہ و رسوم قبیحہ کو چھوڑ
دیں۔ یہاں تک نوبت ہوا کہ بمبئی اور اس کے

بمعنى ونواحيها لكن من منع من سجدة
قبور الأولياء وطوافها فهو وهابي بل و
من أظهر حرمة الربا فهو وهابي وإن
كان من أكابر أهل الإسلام وعظمائهم
ثم اتسع فيه حتى صار سبًا فلهذا لو
قال رجل من أهل الهند لرجل إنه
وهابي فهو لا يدل على فساد العقيدة
بل يدل على أنه سني حنفي عامل بالسنة
مجتنب عن البدعة خائف من الله تعالى
في ارتكاب المعصية ولما كان مشايخنا
رضي الله تعالى عنهم يسعون في إحياء
السنة ويشمرون في إخماد نيران
البدعة غضب جنود إبليس عليهم وحرفوا
كلامهم وبهتوهم وافتروا عليهم الأكاذيب
ورموهم بالوهابية وحاشاهم عن ذلك
بل وتلك سنة الله التي قد خلت في خواص
أوليائه كما قال الله تعالى في كتابه
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيٰطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ
إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا وَلَوْ
شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی
قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے
وہ وہابی ہے۔ بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے
وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو
اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا،
سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے
تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ
یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے سنت
پر عمل کرتا ہے۔ بدعت سے بچتا ہے اور معصیت
کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور چونکہ
ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم احیاء سنت
میں سعی کرتے تھے اور بدعت کی آگ بجھانے میں
مستعد رہتے تھے اس لیے شیطانی لشکر کو
ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر
ڈالی اور ان پر بہتان باندھے طرح طرح کے افترا
اور وہابیت کے ساتھ متہم کیا مگر حاشا کہ
وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے
کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے
چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے کہ
اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیے ہیں
جن وانس کے شیاطین کہ ایک دوسرے کو فریب

يفترون فلما كان ذلك فى الانبياء
صلوات الله عليهم وسلامه وجب
ان يكون فى خلفائهم ومن يقوم
مقامهم كما قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم نحن معاشر الانبياء
اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل
ليوفر حظهم ويكمل لهم اجرهم
فالذين ابتدعوا البدعات ومالوا
الى الشهوات واتخذوا الههم الهوى
والقوا انفسهم فى مهاوى الردى
يفترون علينا الاكاذيب و
الاباطيل وينسبون الينا الاضاليل
فاذا نسب الينا فى حضرتكم قول
يخالف المذهب فلا تلتفتوا اليه ولا
تظنوا بنا الا خيرا وان اختلج فى
صدوركم فاكتبوا الينا فانا نخبركم
بحقيقة الحال والحق من المقال
فانكم عندنا قطب دائرة الاسلام

جھوٹی باتیں بناتا رہتا ہے، دھوکا کے انبیاء
(صلوات اللہ علیہم) اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا
کام نہ کرتے سو چھوڑ دو ان کو اور ان کے افترا کو،
پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ
تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں
کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب
زیادہ سخت بلا میں ہے، پھر الامثل فالامثل تاکہ ان کا
حظ وافر اور اجر کامل ہو جائے پس مبتدعین جو
اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب
مائل ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود
بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال
دیئے ہم پر جھوٹے بہتان باندھتے اور جعلی باتیں
گمراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں جو صاحب کبھی
آپکی خدمت میں ہماری جانب منسوب کرکے کوئی
مخالف مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اس
کی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن
کام میں لائیں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا
ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات
کی اطلاع دینگے اس لیے کہ آپ حضرات ہمارے
نزدیک مرکز دائرۂ اسلام ہیں۔

توضیح الجواب

عندنا وعند مشايخنا زيارة قبر سيد المرسلين (روحي فداه) من أعظم القربات وأهم المثوبات وأنجح لنيل الدرجات بل قريبة من الواجبات وإن كان حصوله بشد الرحال وبذل المهج والأموال وينوي وقت الارتحال زيارته عليه ألف ألف تحية وسلام وينوي معها زيارة مسجده صلى الله عليه وسلم وغيره من البقاع والمشاهد الشريفة بل الأولى ما قال العلامة الهمام ابن الهمام أن يجرد النية لزيارة قبره عليه الصلوة والسلام ثم يحصل له إذا قدم زيارة المسجد لأن في ذلك زيادة تعظيمه وإجلاله صلى الله عليه وسلم ويوافقه قوله صلى الله عليه وسلم من جاءني زائرا لا تعمله حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون شفيعا له يوم القيمة وكذا نقل عن

جواب کی توضیح

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شد رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ اور ایسا ہی عارف ملا جامیؒ سے منقول ہے کہ انھوں

العارف الشامي الملا جامي انه افرد
الزيارة عن الحج وهو اقرب الى مذهب
المحبين واما ما قالت الوهابية من
ان المسافر الى المدينة المنورة على
ساكنها الف الف تحية لا ينوي الا المسجد
الشريف استدلالا بقوله عليه الصلوة و
السلام لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد
فمردود لان الحديث لا يدل على المنع
اصلا بل لو تامله ذو فهم ثاقب لعلم انه
بدلالة النص يدل على الجواز فان العلة
التي استثني بها المساجد الثلاثة من
عموم المساجد او البقاع هو فضلها
المختص بها وهو مع الزيادة موجود
في البقعة الشريفة فان البقعة الشريفة
والرحبة المنيفة التي ضم اعضاءه
صلى الله عليه وسلم افضل مطلقا حتى
من الكعبة ومن العرش والكرسي
كما صرح به فقهاؤنا رضي الله عنهم
ولما استثني المساجد لاجل الفضل
الخاص فاولى ثم اولى ان يستثني البقعة
المباركة لاجل الفضل العام وقد

نے زیارت کے لیے حج سے علیحدہ سفر کیا
اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے
اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب
سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی نیت
کرنی چاہیے اور اس قول پر اس حدیث سے دلیل
لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی
جانب سو یہ قول مردود ہے اس لیے کہ حدیث
کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ سمجھ
فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالۃ النص
جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت مساجد
کے دیگر مسجدوں یا مقامات سے مستثنیٰ ہونے
کی قرار پائی ہے وہ ان مساجد کی فضیلت ہی
تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ
شریفہ میں موجود ہے اس لیے کہ وہ حصہ زمین
جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء
مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل
ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی
افضل ہے چنانچہ فقہا نے اس کی تصریح فرمائی
ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین
مسجدیں عموم نہی سے مستثنیٰ ہو گئیں تو بدرجہ اولیٰ
ہے کہ بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنیٰ ہو

صرح بالمسئلة كما ذكرناه بل أبسط منها شيخنا العلامة شمس العلماء العاملين مولانا رشيد أحمد الجنجوهي قدس الله سره العزيز في رسالته زبدة المناسك في فضل زيارة المدينة المنورة وقد طبعت مرارا و أيضا في هذا البحث الشريف رسالة للشيخ مشايخنا مولانا المفتي صدر الدين الدهلوي قدس الله سره العزيز أتم فيها الطامة الكبرى على الوهابية ومن وافقهم أتى ببراهين قاطعة وحجج ساطعة سماها أحسن المقال في شرح حديث لا تشد الرحال طبعت واشتهرت فليراجع إليها والله تعالى أعلم

ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی بحث میں ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں انہوں نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ڈھا دی اور قطعی دلائل ذکر فرمائے ہیں اس کا نام "احسن المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال" ہے وہ طبع ہو کر مشتہر ہو چکا ہے، اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

السوال الثالث والرابع

تیسرا اور چوتھا سوال

٣- هل للرجل أن يتوسل في دعواته بالنبي صلى الله عليه وسلم بعد الوفاة أم لا؟

کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

٤- أيجوز التوسل عندكم بالسلف الصالحين من الأنبياء والصديقين

تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء و صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز

والشهداء والأولياء رب العالمين أم لا؟

ہے یا ناجائز؟

الجواب

جواب

عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل في الدعوات بالأنبياء والصالحين من الأولياء والشهداء والصديقين في حياتهم وبعد وفاتهم بأن يقول في دعائه اللهم إني أتوسل إليك بفلان أن تجيب دعوتي وتقضي حاجتي إلى غير ذلك كما صرح به شيخنا ومولانا الشاه محمد إسحق الدهلوي ثم المهاجر المكي ثم بيّنه في فتاواه شيخنا ومولانا رشيد أحمد الكنكوهي رحمة الله عليهما وفي هذا الزمان شائعة مستفيضة بأيدي الناس وهذه المسألة مذكورة على صفحة ٩٣ من المجلد الأول منها فليراجع إليها من شاء

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

السؤال الخامس

پانچواں سوال

ما قولكم في حيوة النبي عليه الصلوة

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام فی قبرہ الشریف هل ذلک الامر مخصوص به ام مثل سائر المؤمنین رحمة اللہ علیهم حیوتہ برزخیة -

کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

الجواب

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیهم والشهداء لا برزخیة کما هی حاصلة لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیها العلامة السیوطی فی رسالته انباء الاذکیاء بحیوة الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوة الانبیاء و الشهداء فی القبر کحیوتهم فی الدنیا ویشهد له صلوة موسی علیه السلام فی قبرہ فان الصلوة تستدعی جسدا حیا الی آخر ما قال فثبت بهذا ان حیوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنے کر برزخی بھی ہے کہ عالم

البرزخ ولشيخنا شمس الإسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز في هذه المبحث رسالة مستقلة دقيقة المأخذ بديعة المسلك لم ير مثلها قد طبعت وشاعت في الناس واسمها آب حيات أي ماء الحيوة

برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات ہے۔

السوال السادس

چھٹا سوال

هل للداعي في المسجد النبوي أن يجعل وجهه إلى القبر المنيف ويسأل من المولى الجليل متوسلا بنبيه الفخيم النبيل.

کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرت کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ سے دعا مانگے۔

الجواب

جواب

اختلف الفقهاء في ذلك كما ذكره الملا علي القاري رحمه الله تعالى في المسلك المتقسط فقال ثم اعلم أنه ذكر بعض مشايخنا كأبي الليث ومن تبعه كالكرماني والسروجي

اس میں فقہا کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مسلک متقسط میں ذکر کیا ہے تو فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابو اللیث اور ان کے پیرو کرمانی و سروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے

انه يقف الزائر مستقبل القبلة كذا
رواه الحسن عن ابي حنيفة رضي
الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام
بأن ما نقل عن ابي الليث مردود
بما روى ابوحنيفة عن ابن عمر
رضي الله عنه انه قال من السنة
ان تاتي قبر رسول الله صلى الله عليه
وسلم فتستقبل القبر بوجهك ثم
تقول "السلام عليك ايها النبي و
رحمة الله وبركاته ثم ايده برواية
اخرى اخرجها مجد الدين اللغوي
عن ابن المبارك قال سمعت اباحنيفة
يقول قدم ايوب السختياني وانا
بالمدينة فقلت لانظرن ما يصنع
فجعل ظهره مما يلي القبلة ووجهه
مما يلي وجه رسول الله صلى الله
عليه وسلم وبكى غير متباك فقام
مقام فقيه ثم قال العلامة القاري
بعد نقله وفيه تنبيه على ان هذا
هو مختار الامام بعد ما كان مترددا
في مقام المرام ثم الجمع بين الروايتين

کہ قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہیے جیسا
کہ امام حسن نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے۔ اس کے بعد ابن ہمام سے
نقل کیا ہے کہ ابو اللیث کی روایت نامقبول
ہے۔ اس لیے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ
سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر
ہو تو قبر مطہر کی طرف منہ کرکے اس طرح کہو
"آپ پر سلام نازل ہو اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی
رحمت و برکات نازل ہوں" پھر اس کی تائید میں
دوسری روایت لائے ہیں جس کو مجد الدین لغوی نے
ابن المبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں
نے امام ابوحنیفہؒ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب
ابوایوب سختیانی مدینہ منورہ میں آئے تو میں بھی وہاں تھا
میں نے کہا میں ضرور دیکھوں گا یہ کیا کرتے ہیں
سو انھوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف اپنا منہ
کیا اور بلاتصنع روئے تو ایک فقیہ کی طرح قیام
کیا۔ پھر اس کو نقل کرکے علامہ قاری فرماتے
ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صحیح امام کا
کی پسند کردہ ہے ان سے پہلے ان کو تردد تھا۔ پھر علامہ

ممكن الخ كلام الشريف فظهر بهذا أن المجيز ذكر الأمرين لكن المختار أن يستقبل وقت الزيارة ما يلي وجهه الشريف صلى الله عليه وسلم وهو المأخوذ به عندنا وعليه عملنا وعمل مشائخنا وهكذا الحكم في الدعاء كما روي عن مالك رحمه الله تعالى لما سأله بعض الخلفاء وقد صرح به مولانا الگنگوهي في رسالته زبدة المناسك وأما مسألة التوسل فقد مرت في صفحة ۳۳، ۳۵

نے یہی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الخ۔ غرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں مگر افضل یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرۂ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالک سے مروی ہے جبکہ ان سے کسی خلیفہ نے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہی نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک میں کر دی ہے اور توسل کا مسئلہ ابھی صفحہ ۱۰، ۱۱ میں گزر چکا ہے۔

السؤال السابع

ساتواں سوال

ما قولكم في تكثير الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وقراءة دلائل الخيرات والأوراد.

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد کے پڑھنے کی بابت۔

الجواب

جواب

يستحب عندنا تكثير الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وهو من أرجى

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب

الطاعات واحب المندوبات سواء كان بقراءة الدلائل والاوراد والصلوٰتية المولفة في ذلك او بغيرها ولكن الأفضل عندنا ما صح بلفظه صلى الله عليه وسلم ولو صلى بغيرها وورد عنه صلى الله عليه وسلم لم يخل عن الفضل ويستحق بشارة من صلى علي صلاة صلى الله عليه عشرا وكان شيخنا العلامة الكنكوهي يقرء الدلائل وكذلك المشائخ الغر من سادتنا وقد كتب في ارشاداته مولانا ومرشدنا قطب العالم حضرة الحاج امداد الله قدس الله سره العزيز وامر اصحابه بان يحزبوه وكانوا يروون الدلائل رواية وكان يجيز اصحابه بالدلائل مولانا الكنكوهي رحمة الله عليه.

اچھا ثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جاوے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔ اور مرشدنا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہٗ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرمایا کہ مریدوں کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدوں کو اجازت دیتے تھے۔

السؤال الثامن والتاسع والعاشر — آٹھواں نواں اور دسواں سوال

هل يصح لرجل ان يقلد احدا من الائمة الاربعة في جميع الاصول والفروع ام

تمام اصول و فروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں؟

أو على تقدير الصحة هل هو مستحب أم واجب ومن تقلدون من الأئمة فروعاً وأصولاً.

اور اگر درست ہے تو مستحب ہے یا واجب، اور تم کس امام کے مقلد ہو۔

الجواب

لا بد للرجل في هذا الزمان أن يقلد أحداً من الأئمة الأربعة رضي الله تعالى عنهم بل يجب فإنا جربنا كثيراً أن مآل ترك تقليد الأئمة واتباع رأي نفسه وهواها السقوط في حفرة الإلحاد والزندقة أعاذنا الله منها، ولأجل ذلك نحن ومشايخنا مقلدون في الأصول والفروع لإمام المسلمين أبي حنيفة رضي الله تعالى عنه أماتنا الله عليه وحشرنا في زمرته، ولمشايخنا في ذلك تصانيف عديدة شاعت واشتهرت في الآفاق.

جواب

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور اسی وجہ سے ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی کے زمرہ میں ہمارا حشر ہو، اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہت سی تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔

السؤال الحادي عشر

گیارھواں سوال

وهل يجوز عندكم الاشتغال بأشغال

کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے

الصوفية وبيعتهم وهل تقولون بصحة
وصول الفيوض الباطنية عن صدور
الأكابر وقبورهم وهل يستفيد أهل
السلوك من روحانية المشائخ الأجلة أم لا

الجواب

يستحب عندنا إذا فرغ الإنسان من
تصحيح العقائد وتحصيل المسائل الضرورية
من الشرع أن يبايع شيخاً راسخ القدم
في الشريعة زاهداً في الدنيا راغباً في الآخرة
قد قطع عقبات النفس وتمرن في
المنجيات وتبتل عن المهلكات كاملاً
مكملاً ويضع يده في يده ويحبس
نظره في نظره ويشتغل باشتغال
الصوفية من الذكر والفكر والفناء الكلي
فيه ويكتسب النسبة التي هي النعمة
العظمى والغنيمة الكبرى وهي المعبر
عنها بلسان الشرع بالإحسان وأما من
لم يتيسر له ذلك ولم يتفق له ما هنالك
فيكفيه الانسلاك في سلكهم والانخراط
في حزبهم فقد قال رسول الله صلى

بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز اور بزرگوں کے
سینے اور قبر کے باطنی فیضان پہنچنے کے
تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے
اہل سلوک کو نفع پہنچتا ہے یا نہیں۔

جواب

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد
کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل
سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو
جو شریعت میں راسخ القدم ہو دنیا سے بے رغبت
ہو آخرت کا طالب ہو نفس کی گھاٹیاں کاٹ کر
چکا ہو خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ
ہو تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں
کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ
دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں محصور کرے اور صوفیہ
کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنا تام کے
ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت
عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جس کو شرع میں احسان
کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ
ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے اس کو بزرگوں کے سلسلہ
میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم المرء مع من احب أولئك قوم لا يشقى جليسهم ولنا بحمد الله تعالى وحسن انعامه شيوخ مشايخنا قد دخلوا في بيعتهم واشتغلوا باشغالهم وتصدوا للارشاد والتلقين والحمد لله على ذلك واما الاستفادة من روحانية المشائخ الاجلة ووصول الفيوض الباطنية من صدورهم او قبورهم فيصح على الطريقة المعروفة في اهلها وخواصها لا بما هو شائع في العوام۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا اور بحمداللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں وللہ الحمد علی ذلک۔ اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

السؤال الثاني عشر

بارھواں سوال

قد كان محمد بن عبد الوهاب النجدي يستحل دماء المسلمين واموالهم واعراضهم وكان ينسب الناس كلهم الى الشرك ويسب السلف فكيف ترون ذلك وهل تجوزون تكفير السلف والمسلمين واهل القبلة ام كيف مشربكم؟

محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے؟

الجواب

الحكم عندنا فيهم ما قال صاحب
الدر المختار وخوارج هم قوم
لهم منعة خرجوا عليه بتأويل يرون
انه على باطل كفر او معصية توجب
قتاله بتأويلهم يستحلون دماءنا و
اموالنا ويسبون نساءنا الى ان قال
وحكمهم حكم البغاة ثم قال وانما
لم نكفرهم لكونه عن تأويل وان كان
باطلا۔ وقال الشامي في حاشيته كما
وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب
الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على
الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب
الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم
المسلمون وان من خالف اعتقادهم
مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل
السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله
شوكتهم ثم اقول ليس هو ولا احد
من اتباعه وشيعته من مشائخنا في
سلسلة من سلاسل العلم من الفقه

جواب

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب
در مختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت
ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی
تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت
کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے
اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال
سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں آگے
فرماتے ہیں۔ ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر
بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں
کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی
اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے
جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین
سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب
ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا
عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے
عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر
انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح
سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت
توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب

والحديث والتفسير والتصوف وأما
استحلال دماء المسلمين وأموالهم و
أعراضهم فإما أن يكون بغير حق أو
بحق فإن كان بغير حق فإما أن يكون
من غير تأويل فكفر وخروج عن
الإسلام وإن كان بتأويل لا يسوغ
في الشرع ففسق وأما إن كان بحق
فجائز بل واجب وأما تكفير السلف
من المسلمين فحاشا أن نكفر أحدًا
منهم بل هو عندنا رفض وابتداع
في الدين وتكفير أهل القبلة من
المبتدعين فلا نكفرهم ما لم ينكروا
حكمًا ضروريًا من ضروريات الدين
فإذا ثبت إنكار أمر ضروري من الدين
نكفرهم ونحتاط فيه وهذا دأبنا و
دأب مشايخنا رحمهم الله تعالى.

اس کا اتباع کرنی شخص بھی ہو جائے کسی سلسلۂ مشائخ
میں نہیں نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ
میں، نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان
مال و آبرو کا حلال سمجھنا سو یا ناحق ہوگا یا حق
پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور
خارج از اسلام ہونا ہے۔ اور اگر ایسی تاویل
سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے، اور
اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔ باقی رہا
سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان
میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ
فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع
ہے۔ پھر ان اہل بدعت کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب
تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں
کافر نہیں کہتے۔ ہاں جس وقت دین کے کسی
ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائیگا تو کافر کہیں گے
اور احتیاط کریں گے یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے
جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

السؤال الثالث عشر والرابع عشر

تیرھواں اور چودھواں سوال

ما قولكم في أمثال قوله تعالى الرحمن

کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ

على العرش استوى هل تجوزون
إثبات جهة ومكان للباري تعالى
أم كيف رأيكم فيه؟

رحمٰن عرش پر مستوی ہوا کیا جائز سمجھتے ہو باری
تعالیٰ کے لیے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا
رائے ہے؟

الجواب

قولنا في أمثال تلك الآيات أنا نؤمن
بها ولا يقال كيف ونؤمن بالله سبحانه
وتعالى متعال ومنزه عن صفات
المخلوقين وعن سمات النقص و
الحدوث كما هو رأي قدمائنا. وأما
ما قال المتأخرون من أئمتنا في تلك
الآيات يأولونها بتأويلات صحيحة
سائغة في اللغة والشرع بأنه يمكن أن
يكون المراد من الاستواء الاستيلاء
ومن اليد القدرة إلى غير ذلك تقريبا
إلى أفهام القاصرين فحق أيضا عندنا
وأما الجهة والمكان فلا نجوز إثباتهما
له تعالى ونقول إنه تعالى منزه ومتعال
عنهما وعن جميع سمات الحدوث.

جواب

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے
کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث
نہیں کرتے یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ
تعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و
حدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے
متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین
اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و
شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں
تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے
مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی
ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا
اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے
اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور
جملہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے۔

السؤال الخامس عشر

هل ترون احدا افضل من النبي صلى الله عليه وسلم من الكائنات؟

پندرھواں سوال

کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی افضل ہے؟

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الخلائق كافة وخيرهم عند الله تعالى لا يساويه احد بل ولا يدانيه في القرب من الله تعالى والمنزلة الرفيعة عنده وهو سيد الانبياء والمرسلين خاتم الاصفياء والنبيين كما ثبت بالنص وهو الذي نعتقده وندين الله تعالى به وقد صرح به مشائخنا في غير ما تصنيف۔

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں تمام انبیاء و رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین و ایمان۔ اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔

السؤال السادس عشر

أتجوزون وجود نبي بعد النبي عليه الصلوة والسلام وهو خاتم النبيين وقد تواتر معنى قوله عليه السلام لا نبي بعدي وأمثاله وعليه انعقد الإجماع وكيف رأيكم فيمن جوز وقوع ذلك مع وجود هذه النصوص وهل قال أحد منكم أو من أكابركم ذلك۔

سولھواں سوال

کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور معناً درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز بتلائے اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے۔

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا أن سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين لا نبي بعده كما قال الله تبارك وتعالى في كتابه ولكن رسول الله وخاتم النبيين وثبت بأحاديث كثيرة متواترة المعنى وبإجماع الأمة وحاشا أن يقول أحد

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنًا حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ

منا خلاف ذلك فانه من انكر ذلك
فهو عندنا كافر لانه منكر للنص
القطعي الصريح نعم شيخنا ومولانا سيد
الاذكياء المحققين المولوي محمد قاسم
النانوتوي رحمه الله تعالى ابدى بدقة
نظره تدقيقا بديعا اكمل خاتميته
على وجه الكمال واتمها على وجه
التمام فانه رحمه الله تعالى قال في
رسالته المسماة بتحذير الناس ما
حاصله ان الخاتمية جنس تحته
نوعان احدهما خاتمية زمانية
وهو ان يكون زمان نبوته صلى الله
عليه وسلم متاخرا من زمان نبوة
جميع الانبياء ويكون خاتما لنبوتهم
بالزمان والثاني خاتمية ذاتية و
هو ان يكون نفس نبوته صلى الله
عليه وسلم ختمت بها وانتهت اليها
نبوة جميع الانبياء وكما انه صلى الله
عليه وسلم خاتم النبيين بالزمان كذلك
هو صلعم خاتم النبيين بالذات فان كل ما
بالعرض يختم على ما بالذات وينتهي اليه و
لا يتعدى ولما كان نبوته

ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو
اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے
اس لیے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ ہمارے
شیخ و مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقت نظر سے عجیب
دقیق مضمون بیان فرما کر آپ کی خاتمیت کو
کامل و تام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے
رسالہ تحذیر الناس میں بیان فرمایا ہے اس
کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس
کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت
باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام
انبیاء کی نبوت کے زمانے سے متاخر ہے اور
آپ بحیثیت زمانے کے سب کی نبوت کے
خاتم ہیں، اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار
ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی
نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و
منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں
باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں
بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی
ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے
سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات

صلی اللہ علیہ وسلم بالذات ونبوۃ
سائر الانبیاء بالعرض لأن نبوتہم
علیہم السلام بواسطۃ نبوتہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھو الفرد الاکمل الاوحد
الاجمل قطب دائرۃ النبوۃ والرسالۃ
وواسطۃ عقدھا فھو خاتم النبیین
ذاتاً وزماناً ولیس خاتمیتہ صلی اللہ
علیہ وسلم منحصرۃ فی الخاتمیۃ
الزمانیۃ فانہ لیس کبیرۃ فضل
ولا زیادۃ رفعۃ ان یکون زمانہ
صلی اللہ علیہ وسلم متأخراً من زمان
الانبیاء قبلہ بل السیادۃ الکاملۃ و
الرفعۃ البالغۃ والمجد الباھر و
الفخر الزاھر تبلغ غایتہا اذا کان
خاتمیتہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتاً و
زماناً واما اذا اقتصر علی الخاتمیۃ
الزمانیۃ فلا تبلغ سیادتہ ورفعتہ صلی
اللہ علیہ وسلم کمالہا ولا یحصل لہ
الفضل بکلیتہ وجامعیتہ وھذا
ما تحقق منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ظاہر لہ
فی مکاشفات فی اعظام شانہ و

ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض
اس لیے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت
کے واسطہ سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل یگانہ
اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد
نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین
ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت
صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے
کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل
سرداری اور نہایت رفعت اور انتہا درجہ
کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی
خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے
ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء
ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت درجہ
کمال کو نہ پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت و کُل
کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و
رفعت شان و عظمت کے بیان میں مولانا
کا منکشف ہے ہمارے خیال میں علمائے
متقدمین اور اکابر متبحرین میں سے کسی کا
ذہن اس مضمون کے ادراک تک بھی نہیں پہنچا

احلال برهانه وتفضيله وتبجيله
صلى الله عليه وسلم كما اعتقده المتقدمون
من ساداتنا العلماء كالشيخ الاكبر
التقي السبكي وقطب العالم الشيخ
عبد القدوس الگنگوهي رحمهم الله
تعالى لم يحم حول سرادقات ساحته
فيما نظن رين ذهن كثير من الجهلة
المتعمقين والاذكياء المتبحرين
هو عند المبتدعين من اهل الهند
كفر وضلال ويوسوسون الى اتباعهم
واوليائهم انه انكار لخاتميته صلى الله
عليه وسلم. فهيهات وهيهات و
لعمري انه لو فرى الفرى واعظم زور
وبهتان بلا امتراء ما حملهم على
ذلك الا الحقد والشحناء والحسد
والبغضاء لاهل الله تعالى وخواص
عباده وكذلك جرت السنة الالهية
في انبيائه واوليائه۔

اہل ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک
کفر و ضلال بن گیا۔
یہ بدعتی اپنے چیلوں اور تابعین
کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے
کا انکار ہے۔ افسوس، صد افسوس! قسم
ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا
افترا ہے اور نرا جھوٹ و بہتان ہے۔
جس کا باعث محض کینہ و عداوت و بغض
ہے۔ اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے
ساتھ اور سنت اللہ یوں ہی طرح جاری ہے
انبیاء اور اولیاء میں۔

السؤال السابع عشر

سترھواں سوال

هل تقولون ان النبي صلى الله عليه

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ

وسلم لا يفضل علينا الا كفضل
الاخ الاكبر على الاخ الاصغر لاغير
وهل كتب احد منكم هذا المضمون
في كتاب ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت
ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر
ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی
کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے ۔

الجواب

جواب

ليس احد منا ولا من اسلافنا
الكرام معتقدا بهذا البتة ولا نظن
شخصا من ضعفاء الايمان ايضا
يتفوه بمثل هذه الخرافات ومن
يقل ان النبي عليه السلام ليس له
فضل علينا الا كما يفضل الاخ الاكبر
على الاصغر فنعتقد في حقه انه
خارج عن دائرة الايمان وقد
صرحت تصانيف جميع الاكابر
من اسلافنا بخلاف ذلك وقد بينوا
وصرحوا وحرروا وجوه فضائله
واحساناته عليه السلام علينا معشر
الامة بوجوه عديدة بحيث لا يمكن
اثبات مثل بعض تلك الوجوه لشخص
من الخلائق فضلا عن جملتها وان

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی
یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی
ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے
نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم
علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے
جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے
تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ
ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ
اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا
خلاف صریح ہے اور وہ حضرات جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات
اور وجوہ فضائل تمام امت پر تصریحاً اس
قدر بیان کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو
کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص
کے لیے ثابت نہیں ہو سکتے اگر کوئی شخص

افترى لمن يشك في هذه الخرافات الواهية علينا او على اسلافنا فلا اصل له ولا ينبغي ان يلتفت اليه اصلاً فان كونه عليه السلام افضل البشر قاطبة واشرف الخلق كافة وسيادته عليه السلام على المرسلين جميعا وامامته النبيين من الامور القطعية التي لا يمكن لادنى مسلم ان يتردد فيها اصلاً ومع هذا ان نسب الينا احد من امثال هذه الخرافات فليبين علينا من تصانيفنا حتى نظهر على كل منصف فهيم جهالته وسوء فهمه مع الحاده وسوء ديانته بحوله تعالى وقوته القوية۔

ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے لہٰذا اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں اس لیے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمام مخلوقات سے اشرف اور تمام پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردد نہیں کرسکتا اور باوجود اس کے بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں سے وہ قول بتانا چاہیے تاکہ ہم ہر سمجھدار منصف پر اس کی جہالت بدفہمی اور الحاد و بددینی ظاہر کریں۔

السؤال الثامن عشر

اٹھارھواں سوال

هل تقولون ان علم النبي عليه السلام مقتصر على الاحكام الشرعية فقط ام اعطي علوما متعلقة بالذات والصفات والافعال للبارئ عز اسمه والاسرار الخفية والحكم الالهية و

کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات و افعال یا دیگر اسرار و حکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے تھے جن کے پاس تک مخلوق

عليها بعض من سواه من الخلائق و
العباد كما لم يعثر باعلمية سليمان عليه
السلام فبوبة ما اطلع عليه الهدهد حين
عاين آثار الحوادث حيث يقول في القرآن قال
إِنِّي أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن
سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ

مجھے مخفی رہا گرجس سے مجھ کو آگاہی ہوئی۔ جیسا
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں خلل
نہیں آیا چنانچہ ہد ہد کہتی ہے کہ میں نے ایسی
خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا
میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔

السوال التاسع عشر

انیسواں سوال

أترون أن ابليس اللعين اعلم من
سيد الكائنات عليه السلام واوسع
علما منه مطلقا وهل كتبتم ذلك في تصنيف
ما تحكمون على من اعتقد ذلك۔

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید
الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور
مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی
کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو
اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

جواب

قد سبق منا تحرير هذه المسئلة أن
النبي عليه السلام اعلم الخلق على
الاطلاق بالعلوم والحكم والاسرار وغيرها
من ملكوت الآفاق ونتيقن أن من قال
ان فلانا اعلم من النبي عليه السلام

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام
کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی
مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ
جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے
اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات

وقد كفر رقد افتى مشايخنا بتكفير
من قال ان ابليس اللعين اعلم من النبي
عليه السلام فكيف يمكن ان توجد هذه
المسئلة في تاليف ما من كتبنا غير انه
غيبوبة بعض الحوادث الجزئية الحقيرة
عن النبي عليه السلام لعدم التفاته اليه
لا تورث نقصا ما في اعلميته عليه السلام
بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم
الشريفة اللائقة بمنصبه الاعلى كما لا
يورث الاطلاع على اكثر تلك الحوادث
الحقيرة لشدة التفات ابليس اليها شرفا
وكمالا علميا فيه فانه ليس عليها مدار
الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان
يقال ان ابليس اعلم من سيدنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم كما لا يصح ان يقال
لصبي علم بعض الجزئيات انه اعلم من
عالم متبحر محقق في العلوم والفنون الذي
غابت عنه تلك الجزئيات ولقد تلونا
عليك قصة الهدهد مع سليمان على
نبينا وعليه السلام وقوله اِنّي اَحَطتُّ
بِمَا لَم تُحِط بِه ودواوين الحديث و

اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں
جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے
زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ
کہاں پایا جا سکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر
کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس
کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں
کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا جبکہ ثابت ہو
چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب
اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے
ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہت سے حقیر حادثوں
کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے
اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل
نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل وکمال کا مدار نہیں ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے
ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی
کی اطلاع ہو گئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں
بچہ کا علم اس متبحر محقق مولوی سے زیادہ ہے جس
کو جملہ علوم وفنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں
اور ہم ہدہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش
آنے والا قصہ سنا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں

دفاتر التفاسير مشحونة بنظائرها المتكاثرة
المشهورة بين الانام وقد اتفق الحكماء
على ان افلاطون وجالينوس وامثالهما
من اعلم الاطباء بكيفيات الادوية و
احوالها مع علمهم ان ديدان النجاسة
اعرف باحوال النجاسة وذوقها وكيفياتها
فلم تضر عدم معرفة افلاطون وجالينوس
هذه الاحوال الردية في اعلميتهما ولم
يرض احد من العقلاء والحمقى بان يقول
ان الديدان اعلم من افلاطون مع انها
اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة
ومبتدعة ديارنا يثبتون للذات الشريفة
النبوية عليها الف الف تحية وسلام
جميع علوم الاسافل الاراذل والافاضل
الاكابر قائلين انه عليه السلام لما كان
افضل الخلق كافة فلا بد ان يحتوي على
علومهم جميعها كل جزئي جزئي وكلي كلي ونحن
انكرنا اثبات هذا الامر بهذا القياس
الفاسد بغير نص من النصوص المعتبرة
الا ترى ان كل مؤمن افضل واشرف
من ابليس فيلزم على هذا القياس ان يكون

کہ جن کی ان کو اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب
حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز
حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون وجالینوس
وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت
حالات کا بہت زیادہ علم ہے حالانکہ یہ بھی معلوم
ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اس کے
اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو
افلاطون وجالینوس کا ان ردی حالات سے ناواقف
ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند
بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم
افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے
احوال سے افلاطون کی نسبت زیادہ واقف ہونا
یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف اور ادنیٰ
رذیل و اعلیٰ علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں
کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں تو
ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو
معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے
محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کلی و جزئی
کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو کیجئے ہر مسلمان
کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے پس اس قیاس -

كل شخص من آحاد الأمة حاشا وباعلى علم
ابليس ويلزم على ذلك ان يكون سليمان
على نبينا وعليه السلام عالما بما علمه
الهدهد وان يكون افلاطون وجالينوس
عارفين بجميع معارف الحيوان واللوازم
باطلة بأسرها كما هو المشاهد وهذا
خلاصة ما قلناه في البراهين القاطعة
لعروق الاغبياء المارقين القاصمة لأعناق
الدجاجلة المفترين فلم يكن بحثنا فيها الا
عن بعض الجزئيات المستحدثة ومن اجل
ذلك اتينا فيه بلفظ الاشارة حتى تدل
ان المقصود بالنفي والاثبات هنالك
تلك الجزئيات لا غير لكن المفسدين
يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة
الملك العلام وانا جازمون ان من قال
ان فلانا اعلم من النبي عليه السلام فهو
كافر كما صرح به غير واحد من علمائنا
الكرام ومن افترى علينا بغير ما ذكرنا فعليه
بالبرهان خائفا عن مناقشة الملك
الديان والله على ما نقول وكيل۔

کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی بہت شیطان سے
بجھکڑوں سے اعلم ہو، اور لازم آئے گا کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جس کی ہد
ہد کو ہوا، اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں
کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم
باطل ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے
قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا
ہے جس سے کند ذہن بدعتیوں کی رگیں کاٹ
دیں دجال و مفتری گروہ کی کمریں توڑ دیں
سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات ہوئی
میں تھی اور اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لایا تھا
تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف
یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا
کرتے ہیں اور شاہنشاہ حساب سے ڈرتے نہیں اور
ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں
کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے
چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں بہت سے ہمارے
علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے
خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ
شہنشاہ روز جزا سے خائف بن کر دلیل بیان
کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے

السؤال العشرون

أتعتقدون أن علم النبي صلى الله عليه
وسلم يساوي علم زيد وبكر وبهائم أم
تتبرؤن عن أمثال هذا وهل كتب
الشيخ أشرف علي التهانوي في رسالته
حفظ الإيمان هذا المضمون أم لا
وبم تحكمون على من اعتقد ذلك.

بیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم
زید و عمرو اور چوپایوں کے علم کے برابر ہے یا
اس قسم کے خرافات سے تم بری ہو اور مولوی
اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان
میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں، اور جو یہ عقیدہ
رکھے اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

أقول وهذا أيضاً من افتراءات المبتدعين
والكاذبين فقد حرفوا معنى الكلام وأظهروا
بحقدهم خلاف مراد الشيخ من كلامه
قاتلهم الله أنى يؤفكون قال الشيخ
العلامة التهانوي في رسالته المسماة
بحفظ الإيمان وهي رسالة صغيرة أجاب
فيها عن ثلاثة سئل عنها، الأولى منها
في السجدة التعظيمية للقبور والثانية
في الطواف بالقبور والثالثة في إطلاق
لفظ عالم الغيب على سيدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال الشيخ ما حاصله

جواب

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی بدعتیوں کا ایک افترا اور
جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدل دیے اور مولانا کی مراد
کے خلاف ظاہر کیا، خدا انہیں ہلاک کرے کہاں بہکے
جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے
رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا
ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبر
کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبروں کے
طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا
اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
جائز ہے یا نہیں؟
مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے

انه لا يجوز هذا الاطلاق وان كان
بتاويل لكونه موهما بالشرك كما منع
من اطلاق قولهم راعنا في القرآن ومن
قولهم عبدي وامتي في الحديث المخرجه
مسلم في صحيحه فان الغيب المطلق في
الاطلاقات الشرعية ما لم يقم عليه
دليل ولا الى دركه وسيلة وسبيل فعلى
هذا قال الله تعالى قل لا يعلم من في
السموات والارض الغيب الا الله ولو
كنت اعلم الغيب وغير ذلك من الآيات
ولو جوز ذلك بتاويل يلزم ان يجوز
اطلاق الخالق والرازق والمالك والمعبود
وغيرها من صفات الله تعالى المختصة
بذاته تعالى وتقدس على المخلوق بذلك
التاويل وايضا يلزم عليه ان يصح نفي اطلاق
لفظ عالم الغيب عن الله تعالى بالتاويل
الآخر فانه تعالى ليس عالم الغيب بالواسطة
والعرض فهل ياذن في نفيه عاقل متدين
حاشا وكلا ثم لو صح هذا الاطلاق على ذاته
المقدسة صلى الله عليه وسلم على قول السائل
فنستفسر منه ماذا اراد بهذا الغيب

کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ
شرک کا وہم ہوتا ہے، چنانچہ قرآن میں صحابہ کو
راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام
یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے
بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب
مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے
حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو، اسی بنا پر
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں جانتے وہ
جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ
نیز ارشاد ہے اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائی
جمع کر لیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز
سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق، رازق، معبود
مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے
ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح
ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے
لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے اس
لیے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب
نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار
اجازت دے سکتا ہے؟ حاشا وکلا، پھر اگر حضرت
کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول
سائل صحیح ہو تو ہم اس سے دریافت کرتے ہیں

هل اراد كل واحد من افراد الغيب او
بعضه اي بعض كان فان اراد بعض الغيوب
فلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلى الله
عليه وسلم فان علم بعض الغيوب وان
كان قليلا حاصل لزيد وعمرو بل لكل
صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات و
البهائم لان كل واحد منهم يعلم شيئا لا
يعلم الآخر ويخفى عليه فلو جوز السائل
اطلاق عالم الغيب على احد لعلمه بعض
الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على
سائر المذكورات ولو التزم ذلك لم
يبق من كمالات النبوة لانه يشترك فيه
سائرهم ولو لم يلتزم طولب بالفرق و
لن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ
التهانوي فانظروا يرحمكم الله في كلام
الشيخ لن تجدوا مما كتب المتيمون من
اشقياء ان يدعي احد من المسلمين
المساواة بين رسول الله صلى الله عليه
وسلم وزيد وبكر وبهائم بل الشيخ
يحكم بطريق الالزام على من يجوز
اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى

کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر
فرد یا بعض غیب کوئی بھی ہو پس اگر بعض
غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ
تھوڑا سا ہو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ
جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ
ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ
دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم
الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے
جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ
بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو
مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا
کیونکہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے
تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو
سکے گی مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا خدا تم پر
رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ تمہیں
کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے حاشا کہ کوئی
مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید بکر
و بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام
یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے

الله عليه وسلم لعلمه ببعض الغيوب أنه يلزم عليه أن يجوز إطلاقه على جميع الناس والبهائم فأين هذا من مساواة العلم التي يفترونها عليه فلعنة الله على الكاذبين. ونتيقن بأن معتقد مساواة علم النبي عليه السلام مع زيد وبكر وبهائم ومجانين كافر قطعاً وحاشا الشيخ دام مجده أن يتفوه بهذا وإنه لمن أعجب العجائب.

اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسانوں و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا مبتدعین نے مولانا پر افترا باندھا۔ جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار۔ ہمارے نزدیک یقینی ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حضرت مولانا دام مجدہم ایسی بات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

السؤال الواحد والعشرون

اکیسواں سوال

أتقولون بأن ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم مستقبح شرعاً من البدعات السيئة المحرمة أم غير ذلك.

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

الجواب

جواب

حاشا أن يقول أحد من المسلمين فضلاً أن نقول نحن إن ذكر ولادته الشريفة عليه الصلاة والسلام بل و ذكر غبار نعاله وبول حماره صلى الله

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام

علیہ وسلم مستقبح من البدعات السیئۃ
المحرمۃ فالاحوال التی لہا ادنیٰ تعلق
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرہا
من احب المندوبات واعلی المستحبات
عندنا سواء کان ذکر ولادتہ الشریفۃ او
ذکر بولہ وبرازہ وقیامہ وقعودہ ونومہ
ونبہتہ کما ہو مصرح فی رسالتنا المسماۃ
بالبراہین القاطعۃ فی مواضع شتی منہا
وفی فتاوی مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ
کما فی فتوی مولانا احمد علی المحدث
السہارنفوری تلمیذ الشاہ محمد اسحٰق
الدہلوی ثم المہاجر المکی ننقلہ مترجما
لتکون نموذجا عن الجمیع سئل رحمہ
اللہ تعالیٰ عن مجلس المیلاد بای طریق
یجوز وبای طریق لا یجوز فاجاب بان
ذکر الولادۃ الشریفۃ لسیدنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بروایات صحیحۃ فی
اوقات خالیۃ عن وظائف العبادات
الواجبات وبکیفیات لم تکن مخالفۃ عن
طریقۃ الصحابۃ واہل القرون الثلاثۃ
المشہود لہا بالخیر وبالاعتقادات التی

کہ وہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے
نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب
ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز
نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا
تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ
میں متعدد جگہ بصراحت مذکور ہے اور ہمارے مشائخ
کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق
صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی
محدث سہارنپوری کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر
کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ
بن جائے، مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ
مجلس میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور
کس طریقہ سے ناجائز، تو مولانا نے اس کا یہ
جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
شریفہ کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں
جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں۔ ان کیفیات
سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلاثہ کے
طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی
شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں
سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں ان آداب

موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب
التي لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة
التي هي مصداق قوله عليه السلام ما انا
عليه واصحابي وفي مجالس خالية عن
المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة
بشرط ان يكون مقرونا بصدق النية
والاخلاص واعتقاد كونه داخلا في جملة
الاذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت
من الاوقات فاذا كان كذلك لا نعلم
احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه
غير مشروع او بدعة الى آخر الفتوى فعلم
من هذا انا لا ننكر ذكر ولادته الشريفة
بل ننكر على الامور المنكرة التي انضمت
معها كما شاهدتموها في المجالس المولودية
التي في الهند من ذكر الروايات الواهيات
الموضوعة واختلاط الرجال والنساء و
الاسراف في ايقاد الشموع والتزيينات و
اعتقاد كونه واجبا بالطعن والسب و
التكفير على من لم يحضر معهم مجلسهم و
غيرها من المنكرات الشرعية التي لا يكاد
يوجد خاليا منها فلو خلا من المنكرات

کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ
ہوں، جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی
کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ
سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ
صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے
کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکر
حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں پس
جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی
اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دیگا الخ
اس سے معلوم ہوگیا کہ ہم ولادت شریفہ کے
منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس
کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے
مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ
واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں
مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ چراغوں کے
روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی
ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ
ہوں اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ
اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس
میلاد خالی ہو پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی
ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ

حاشا أن نقول إن ذكر الولادة الشريفة منكر وبدعة وكيف يظن بمسلم هذا القول الشنيع فهذا القول علينا أيضاً من افتراءات الملاحدة الدجالين الكذابين خذلهم الله تعالى ولعنهم براً وبحراً سهلاً وجبلاً

ناجائز اور بدعت سمجھا ہے ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہو سکتا ہے پس یہ ہم پر یہ بہتان بھی جھوٹے ملحد دجالوں کا افترا ہے۔ خدا ان کو رسوا کرے لعنت کرے خشکی و تری، نرم و سخت زمین میں۔

السؤال الثاني والعشرون

بائیسواں سوال

هل ذكرتم في رسالة ما أن ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم كجنم اشتمي كنهيا أم لا؟

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنھیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

الجواب

جواب

هذا أيضاً من افتراءات الدجالة المبتدعين علينا وعلى أكابرنا وقد بينا سابقاً أن ذكره عليه السلام من أحسن المندوبات وأفضل المستحبات فكيف يظن بمسلم أن يقول معاذ الله أن ذكر الولادة الشريفة مشابه بفعل الكفار وإنما اخترعوا هذه الفرية عن

یہ بھی بدعتی دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بزرگوں پر باندھا ہے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت بہت مستحب اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ وہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریف فعل کفار کے مشابہ ہے پس یہ بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ کی اس عبارت سے

عبارة مولانا الگنگوهی قدس الله سره
العزيز التي نقلت ما في البراهين على صحيفة
۱۴۱ . وحاشا الشيخ ان يتكلم ومراده
بعيدا بمراحل عما نسبوا اليه كما سيظهر
عن ما نذكره ومن تنادى بأعلى نداء ان
من نسب اليه ما ذكروه كذاب مفتر و
حاصل ما ذكره الشيخ رحمه الله تعالى
في مبحث القيام عند ذكر الولادة الشريفة
ان من اعتقد قدوم روحه الشريفة من
عالم الارواح الى عالم الشهادة وتيقن
بنفس الولادة الحقيقية في المجلس المولودية
فعامل ما كان واجبا في ساعة الولادة
الماضية الحقيقية فهو مخطئ متشبه
بالمجوس في اعتقادهم تولد معبودهم
المعروف (كنهيا) كل سنة ومعاملتهم
في ذلك اليوم ما فعل به وقت ولادة
الحقيقية او متشبه بروافض الهند في
معاملتهم بسيدنا الحسين واتباعه من شهداء
كربلاء رضي الله عنهم اجمعين حيث انهم
بحكاية جميع ما فعل معهم في كربلاء يوم
قولا وفعلا فيبنون النعش و

کی تھی جس کو ہم نے براہین کے صفحہ ۱۴۱
پر نقل کیا ہے، اور حاشا کہ مولانا ایسی بات
بات فرما دیں۔ آپ کی مراد اس سے کوسوں
دور ہے جو آپ کی طرف منسوب کیا ہے چنانچہ
ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا
اور یہ حقیقت حال پکار اٹھے گی کہ جس نے اس
مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری
ہے۔ مولانا نے ذکر ولادت شریفہ کے وقت
قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے، اس کا
حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت
کی روح پر فتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف
آتی ہے اور مجلس مولد میں نفس ولادت کے
وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو وقت ولادت
کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا، تو یہ
شخص غلطی پر یا آتش پرستوں کی مشابہت کرتا ہے
اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود کنھیا کی
ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ
کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے
وقت کیا تھا، اور یا روافض اہل ہند کی مشابہت
کرتا ہے۔ امام حسینؓ اور ان کے تابعین شہداء
کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ وہ قول و فعل

الكفن والقبور يدفنون فيها ويظهرون
اعلام الحرب والقتال ويصبغون الثياب
بالدماء وينوحون عليها وامثال ذلك من
الخرافات كما لا يخفى على من شاهد
احوالهم في هذه الديار ونص عبارته
المعربة هكذا اما توجيه (اي القيام)
بقدوم روحه الشريفة صلى الله عليه وسلم
من عالم الارواح الى عالم الشهادة
فيقومون تعظيما له فهذا ايضا من حماقاتهم
لان هذا الوجه يقتضي القيام عند
تحقق نفس الولادة الشريفة ومتى
تكرر الولادة في هذه الايام فهذه
الاعادة للولادة الشريفة مماثلة بفعل
مجوس الهند حيث يأتون بعين حكاية
ولادة معبودهم (كنهيا) او مماثلة
للروافض الذين ينقلون شهادة اهل
البيت رضي الله عنهم كل سنة (اي فعلا
وعملا) فمعاذ الله ان فعلهم هذا حكاية
للولادة المنيفة الحقيقية ومنه الحركة
بلا شك وشبهة حرية باللوم والحرمة
والفسق بل فعلهم هذا يزيد على

بھی سامان ان بزرگوں کی نقل اتارتے ہیں جو روز
دہم عاشورا کے میدان کربلا میں اہل بیت
کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بنا کر کفناتے اور
قبر کھود کر دفناتے ہیں جنگ وقتال کے جھنڈے
چڑھاتے کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پہ
نوحہ کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں
جیسا کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے یہاں کے ملک
میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اصل عبارت
کی اصل عربی یہ ہے: "قیام کی یہ وجہ بیان
کرنا کہ روح شریف عالم ارواح سے عالم شہادت
کی جانب تشریف لاتی ہے پس حاضرین مجلس اس
کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہ بھی بیوقوفی
ہے کیونکہ یہ وجہ نفس ولادت شریفہ کے وقت
کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ
ولادت شریفہ بار بار نہیں ہوتی پس ولادت شریفہ
کا اعادہ یا ہندوؤں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ
اپنے معبود کنہیا کی اصل ولادت کی ہو بہو نقل اتارتے
ہیں یا رافضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادت
اہل بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ہیں پس
معاذ اللہ یہ ان کا فعل حقیقی ولادت شریفہ کی
نقل ہو گیا اور یہ حرکت بے شک وشبہ ملامت کے لائق

فهل أولئك فإنهم يفعلونه في كل عام مرة واحدة وهؤلاء يفعلون هذه المزخرفات الغرضية متى شاؤوا وليس لهذا نظير في الشرع بأن يفرض أمر ويعامل معه معاملة الحقيقة بل هو محرم شرعاً فانظروا يا أولي الألباب أن حضرة الشيخ قدس الله سره العزيز إنما أنكر على جهلاء الهند المعتقدين منهم هذه العقيدة الكاسدة الذين يقومون لمثل هذه الخيالات الفاسدة فليس فيه تشبيه لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل المجوس والروافض حاشا أكابرنا أن يتفوهوا بمثل ذلك ولكن الظالمين على أهل الحق يفترون وبآيات الله يجحدون -

اور حرمت وقبیح ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار عمل میں لاتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی مزخرفات کو جب چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور شریعت میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کر کے اس کے ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے الخ — پس اے صاحبان عقل غور فرمائیے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو ایسے واہیات فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے ہیں اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہنود اور رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔ حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں، ولیکن ظالم لوگ اہل حق پر افترا کرتے ہیں اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

السؤال الثالث والعشرون

تیئیسواں سوال

هل قال الشيخ الأجل علامة الزمان المولوي رشيد أحمد الكنكوهي بفعلية

کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے

كذب الباري تعالى وعدم تضليل قائل
ذلك ام هذا من الافتراءات عليه و
على التقدير الثاني كيف الجواب عما نقله
البريلوي انه يصح صدور مثل فتوى
الشيخ المرحوم بفتوغراف المشتمل
على ذلك

الجواب

الذي نسبوا الى الشيخ الاجل الاوحد
الاجل علامة زمانه فريد عصره و
اوانه مولانا رشيد احمد گنگوهي من
انه كان قائلا بفعلية الكذب من الباري
تعالى شانه وعدم تضليل من تفوه
بذلك فمكذوب عليه رحمه الله تعالى
وهو من الاكاذيب التي افتراها الا
بالسة الدجالون الكذابون فقاتلهم
الله انى يؤفكون وجنابه برئ من تلك
الزندقة والالحاد ويكذبهم فتوى الشيخ
قدس سره التي طبعت وشاعت في
المجلد الاول من فتاواه الموسومة
بالفتاوى الرشيدية على صفحة ۱۱۹
منها وهي عربية مصححة مختومة

اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے، یا یہ ان
پر بہتان ہے۔ اگر بہتان ہے تو بریلوی
کی اس بات کا کیا جواب ہے۔ وہ کہتا
ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے
کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

جواب

علامۂ زماں یگانۂ دوراں شیخ اجل مولانا
رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مفترین
نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ
حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے
کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے، یہ باطل آپ
پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انہیں جھوٹے بہتانوں
کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالین نے کی
ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔
جناب مولانا اس زندقہ و الحاد سے بری ہیں
اور ان کی تکذیب خود مولانا کا فتویٰ کر رہا ہے
جو جلد اول فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر
طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ فتویٰ اس کا عربی
میں ہے۔ جس پر تصحیح و مواہیر علماء مکہ مکرمہ
ثبت ہیں۔

بجناب علماء مكة المكرمة

وصورة سواله هكذا :-

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

ما قولكم دام فضلكم في ان الله تعالى
هل يتصف بصفة الكذب ام لا و
من يعتقد انه يكذب كيف حكمه
افتونا ماجورين .

الجواب

ان الله تعالى منزه من ان يتصف
بصفة الكذب وليست في كلامه
شائبة الكذب ابدا كما قال الله تعالى
ومن اصدق من الله قيلا ۔ ومن
يعتقد او يتفوه بان الله تعالى يكذب
فهو كافر ملعون قطعا ومخالف
للكتاب والسنة واجماع الامة نعم
اعتقاد اهل الايمان ان ما قال الله
تعالى في القرآن في فرعون وهامان و
ابي لهب انهم جهنميون فهو حكم
قطعي لا يفعل خلافه ابدا لكنه تعالى
قادر على ان يدخل الجنة وليس بعاجز

سوال کی صورت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ
صفت کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے
یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا
ہے اس کا کیا حکم ہے۔ فتویٰ دو اجر ملے گا۔

جواب

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب
کے ساتھ متصف ہو اس کے کلام میں ہرگز
کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے
اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے اور جو شخص یہ عقیدہ
رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا
ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب و سنت و
اجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا
یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں
فرعون و ہامان و ابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا
ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے
خلاف کبھی نہ کریگا لیکن اللہ ان کو جنت میں
داخل کرنے پر قادر ضرور ہے عاجز نہیں ہاں

عن ذلك ولا يفعل هذا مع اختياره
قال الله تعالى ولو شئنا لآتينا كل
نفس هداها ولكن حق القول مني
لأملأن جهنم من الجنة والناس
أجمعين فتبين من هذه الآية
انه تعالى لو شاء لجعلهم كلهم مؤمنين
ولكنه لا يخالف ما قال وهو كل ذلك
بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل
مختار فعال لما يريد. هذه عقيدة
جميع علماء الامة كما قال البيضاوي
تحت تفسير قوله تعالى ان تغفر لهم الخ
وعدم غفران الشرك مقتضى الوعيد
فلا امتناع فيه لذاته والله اعلم بالصواب
كتبه الاحقر رشيد احمد گنگوہی عفی عنه

خلاصة تصحيح علماء مكة المكرمة

ادام الله شرفها الحمد لمن هو به
حقيق ومنه استمد العون والتوفيق
ما اجاب به العلامة رشيد احمد المذكور
هو الحق الذي لا محيص منه وصلى
الله على خاتم النبيين وعلى آله وصحبه
وسلم امر برقمه خادم الشريعة راجي

البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وہ فرماتا
ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے
دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ
بھروں گا جن وانس دونوں سے۔ پس اس آیت
سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن
بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا
اور یہ سب باختیار ہے مجبوری نہیں کیونکہ
وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہ ہی
عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ جیسا کہ
بیضاوی نے قول اللہ تعالیٰ ان تغفر لہم
کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ شرک کا نہ
بخشنا وعید کا مقتضی ہے۔ پس اس میں لذاتہ
امتناع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح
کا خلاصہ ہے۔ حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا
مستحق ہے اور اسی کی اعانت وتوفیق درکار
ہے۔ علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق
ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا۔ وصلی اللہ علی
خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ لکھنے کا امر فرمایا
خادم شریعت امیدوار لطف خفی

الا لطف خفي محمد صالح ابن المرحوم
صديق كمال الحنفي مفتي مكة المكرمة
حالا كان الله لهما

محمد صالح بن المرحوم صديق كمال

نمقه المرتجي من ربه كمال النيل محمد سعيد
بن محمد بابصيل بمكة المحمية غفر الله له و
لوالديه ولمشائخه وجميع المسلمين

محمد سعيد بن محمد بابصيل

محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی
مکہ مکرمہ کان اللہ لہما نے ۔ لکھا امیدوار
کمال نیل محمد سعید بن محمد بابصیل نے حق
تعالیٰ ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ
مسلمانوں کو بخش دے ۔

الراجي العفو من واهب العطية
محمد عابد بن المرحوم الشيخ حسين
مفتي المالكية ببلد الله المحمية.

امیدوار عفو از واہب العطیہ محمد عابد
بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ ۔

مصليا ومسلما هذا وما اجاب
العلامة رشيد احمد فيه الكفاية و
عليه المعول بل هو الحق الذي لا
محيص عنه رقمه الحقير خلف بن
ابراهيم خادم افتاء الحنابلة بمكة المشرفة

درود وسلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد
نے جواب دیا ہے کافی ہے اور اس پر اعتماد
ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں لکھا
حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم الافتاء
مکہ مشرفہ نے

والجواب عما يقول البريلوي انه
يصح عنده تمثال فتوى الشيخ المرحوم
بمهر توكرات المشتمل على ما ذكر هو انه
من مختلقاته اختلقها ووضعها عنه
افتراء على الشيخ قدس سره ومثل هذا
الاكاذيب والاختلاقات هين عليه
فانه استاذ الاساتذة فيها وكلهم عيال

اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس نقل
کے فتوی کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہے اس
کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان
باندھنے کو یہ جعل ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ
لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان
ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد
ہے اور زمانہ کے رنگ اس کے چیلے ہیں کہ

عليه في زمانه بأنه محرف ملبس دجال مكار وربما يصوره الأعداء ويلبس بأنه من المسيح القادياني بأنه يدعي الرسالة ظاهرا وعلنا وهذا يستتر بالمجددية ويكفر علماء الأمة كما تكفر الوهابية أتباع محمد بن عبد الوهاب الأمة خذله الله تعالى كما خذلهم.

تحریف و تلبیس و دجل و مکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر تصویریں بنالیتا ہے کہ مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائے امت کو کافر کہتا رہتا ہے جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں کی طرح رسوا کرے۔

السؤال الرابع والعشرون

هل تعتقدون امكان وقوع الكذب في كلام من كلام المولى عز وجل سبحانه أم كيف الأمر

چوبیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوع کذب ممکن ہے؟ یا کیا بات ہے۔

الجواب

نحن ومشايخنا رحمهم الله تعالى نعتقد ونتيقن بأن كل كلام صدر عن الباري عز وجل أو سيصدر عنه فهو مقطوع الصدق مجزوم بمطابقته للواقع وليس في كلام من كلامه تعالى شائبة كذب ومظنة خلاف أصلا بلا شبهة ومن اعتقد خلاف ذلك أو توهم بالكذب في

جواب

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ کافر ملحد زندیق ہے۔ جس میں ایمان

شیٔ من کلامه فهو کافر ملحد زندیق لیس له شائبة من الایمان.

کا شائبہ بھی نہیں۔

السؤال الخامس والعشرون

پچیسواں سوال

هل نسبتم فی تالیفکم الی بعض الاشاعرة القول بامکان الکذب وعلی تقدیرها فما المراد بذلک وهل عندکم نص علی هذا المذهب من المعتمدین بینوا الامر لنا علی وجهه.

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کوئی سند ہے۔ واقعی امر بیان کرو۔

الجواب

جواب

الاصل فیه انه وقع النزاع بیننا وبین المنطقیین من اهل الهند والمبتدعة منهم فی مقدوریة خلاف ما وعد به الباری سبحانه وتعالی او اخبر به او اراده وامثالها فقالوا ان خلاف هذه الاشیاء خارج عن القدرة القدیمة مستحیل عقلا لا یمکن ان یکون مقدورا لله تعالی وواجب علیه ما یطابق الوعد والخبر والارادة والعلم ونحوها

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقیوں و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی یا ارادہ کیا اس کے خلاف پر اس کو قدرت ہے یا نہیں۔ سو وہ لوگ کہتے ہیں کہ ان چیزوں کا خلاف اس کی قدرت قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے۔ ان کا مقدور خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے

إن أمثال هذه الأشياء مقدورة قطعاً
لكنه غير جائز الوقوع عند أهل السنة
والجماعة من الأشاعرة والماتريدية
شرعاً وعقلاً عند الماتريدية وشرعاً
فقط عند الأشاعرة فاعترضوا علينا
بأنه إن أمكن مقدورية هذه الأشياء
لزم إمكان الكذب وهو غير مقدور
قطعاً ومستحيل ذاتاً فأجبناهم بأجوبة
شتى مما ذكره علماء الكلام منها لو سلم
استلزام إمكان الكذب لمقدورية خلف
الوعد والإخبار وأمثالهما فهو أيضاً
غير مستحيل بالذات بل هو مثل
السفه والظلم مقدور ذاتاً ممتنع
عقلاً وشرعاً أو شرعاً فقط كما صرح
به غير واحد من الأئمة فلما رأوا
هذه الأجوبة عنوان الأعرض ونسبوا
إلينا تجويز النقص بالنسبة إلى جنابه
تبارك وتعالى وأشاعوا هذا الكلام
بين السفهاء والجهلاء تنفيراً للعوام
وابتغاء الشهوات والشهرة بين الأنام
وبلغوا أسباب سموات الافتراء فوضعوا

اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت
میں داخل ہیں البتہ اہل السنت والجماعت اشاعرہ
و ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز
نہیں ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً
اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں
پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا
تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان
لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں
اور ذاتاً محال ہے۔ تو ان کو علماء کلام کے ذکر کیے
ہوئے چند جواب دیے جن میں یہ بھی تھا کہ اگر
وعدہ وخبر وغیرہ کا خلاف تحت قدرت ماننے
سے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ
بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح
ذاتاً مقدور ہے اور عقلاً وشرعاً یا صرف شرعاً
ممتنع ہے جیسا کہ بہتیرے علماء اس کی تصریح کر
چکے ہیں پھر جب انھوں نے یہ جواب دیکھے تو
لگے فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ
منسوب کیا کہ جناب باری عز اسمہ کی جانب
نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے
اور مخلوق میں شہرت پاکر اپنا مطلب پورا کرنے
کو سفہاء و جہلاء میں اس خرافات کی خوب شہرت

تنزلوا من عند هم بفعلية الكذب بلا
مخافة عن الملك العلام ولما اطلع
اهل الهند على مكائدهم استشعروا
بعلماء الحرمين الكرام لعلمهم بانهم
غافلون عن خبائثهم وعن حقيقة
اقوال علمائنا وما مثلهم فى ذلك
الا كمثل المعتزلة مع اهل السنة و
الجماعة فانهم اوجبوا اثابة العاصى
وعقاب المطيع عن القدرة القديمة و
اوجبوا العدل على ذاته تعالى فسموا
انفسهم اصحاب العدل والتنزيه و
نسبوا علماء اهل السنة والجماعة الى
الجور والاعتساف والتشويه فكما
ان قدماء اهل السنة والجماعة لم
يبالوا بهجوا لائهم ولم يجوزوا العجز
بالنسبة اليه سبحانه وتعالى فى الظلم
المذكور وعمموا القدرة القديمة مع
ازالة النقائص عن ذاته الكاملة
الشريفة واتمام التنزيه والتقديس
لجنابها العالى قائلون ان ظنكم المنقصة
فى جواز مقدورية العقاب للطائع و

دی اور ہندستان کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ اپنی
طرف سے فعلیت کذب کا فتویٰ وضع کرلیا اور
خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب
اہل ہندستان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انھوں
نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے
کہ وہ حضرات ان کی خباثت اور ہمارے علماء
کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس معاملہ
میں ہماری ان کی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی
سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بخشنے سزا کے
ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج
اور ذات باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اہل
عدل و تنزیہ رکھا اور مخالفت اہل السنت والجماعت
کی جور اور تعصب کی طرف نسبت کی۔ اور علماء
اہل السنت والجماعت نے ان کی حماقتوں کی پروا
نہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہ کی جانب
عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ
کو عام کرکے ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور
جناب باری کے کمال تقدس و تنزیہ کو یوں کہہ کر
ثابت کیا کہ نیکوکار کے لیے عذاب اور بدکار
کے لیے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ
ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض غلط تخیل

الثواب للعاصی انما هو وخامة الفلسفة
الشنیعة كذلك قلنا لهم ان ظنكم
النقص بمقدوریة خلاف الوعد و
الاخبار والصدق وامثال ذلك مع
كونه ممتنع الصدور عنه تعالى شرعا
فقط او عقلا وشرعا انما هو من بلاء
الفلسفة والمنطق وجهلكم الوخیم فهم
ضلوا ما ضلوا لاجل التنزیه لكنهم لم
یصلوا الی كمال القدرة وتعمیمها و
اما اسلافنا اهل السنة والجماعة
فجمعوا بین الامرین من تعمیم القدرة
وتتمیم التنزیه للواجب سبحانه وتعالى
وهذا الذی ذكرناه فی البراهین مختصرا
وها كم بعض النصوص علیه من الكتب
المعتبرة فی المذهب قال فی شرح
المواقف اوجب جمیع المعتزلة والخوارج
عقاب صاحب الكبیرة اذا مات بلا
توبة ولم یجوزوا ان یعفو الله عنه
بوجهین الاول انه تعالى اوعد بالعقاب
على الكبائر واخبر به ای بالعقاب
علیها فلو لم یعاقب على الكبیرة وعفا

کی حماقت ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کو
جواب دیا کہ وعدہ و خبر و صدق وعدہ کے
خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے
حالانکہ صرف شرعاً یا عقلاً و دونوں طرح وقوع
ممتنع ہے۔ نقص کا گمان کرنا تمھاری جہالت
کا ثمرہ اور منطق و فلسفہ کی بلا ہے۔ پس یہ تینوں
نے تنزیہ کے لیے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی عام و
کامل قدرت کا اس میں لحاظ نہ رکھا اور ہمارے
سلف اہل السنت والجماعت نے دونوں امر
ملحوظ رکھے حق تعالیٰ شانہ کی قدرت عامہ بھی
اور تنزیہ تام - یہ ہے وہ مختصر مضمون جس کو
ہم نے براہین میں بیان کیا ہے۔ اب اصل
مذہب کے متعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات
میں سن لیجیے :

(۱) شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام
معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب
کو جبکہ وہ بلا توبہ مر جائے واجب کہا ہے اور
جائز نہیں سمجھا کہ اللہ اسے معاف کر دے اس کی
دو وجہ بیان کی ہیں: اول یہ کہ حق تعالیٰ نے
کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی
ہے پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کر دے

لزم الخلف في وعيده والكذب في خبره
وانه محال والجواب غايته وقوع
العقاب فاين وجوب العقاب الذي
كلامنا فيه اذ لا شبهة في ان عدم
الوجوب مع الوقوع لا يستلزم خلفا و
لا كذبا لا يقال انه يستلزم جوازهما
وهو ايضا محال لانا نقول استحالته
ممنوعة كيف وهما من الممكنات التي
تشملها قدرته تعالى اھ
(۲) وفي شرح المقاصد للعلامة التفتازاني
رحمه الله تعالى في خاتمة بحث القدرة
المنكرون لشمول قدرته طوائف منهم
النظام واتباعه القائلون بانه لا يقدر
على الجهل والكذب والظلم وسائر
القبائح اذ لو كان خلقها مقدورا له
لجاز صدوره عنه واللازم باطل لافضائه
الى السفه ان كان عالما بقبح ذلك و
باستغنائه عنه والى الجهل ان لم يكن
عالما. والجواب لا نسلم قبح الشئ بالنسبة
اليه كيف وهو تصرف في ملكه ولو سلم
فالقدرة لا تنافي امتناع صدوره نظرا

تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا
ہے اور یہ محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع
لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ
بغیر وجوب کے وقوعِ عذاب میں نہ خلف
ہے نہ کذب۔ کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف
اور کذب کا جواز لازم آئے گا اور یہ بھی محال
ہے کیونکہ ہم اس کا محال ہونا نہیں مانتے اور محال
کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات
میں داخل ہیں جو کہ قدرت باری تعالیٰ شامل ہے
(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا
ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں۔ ایک نظام
اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہل
اور کذب و ظلم و نیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ
ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل
ہو تو ان کا حق تعالیٰ سے صدور بھی جائز ہوگا اور
صدور باطل ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے
بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سفہ لازم آئیگا
اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئیگا۔ جواب یہ ہے کہ
حق تعالیٰ کی جانب نسبت کرکے کسی شی کا قبیح

الى وجود الصارف وعدم الداعي وان
كان ممكنا اه ملخصه ؛

(٣) قال في المسايرة وشرحه المسامرة
للعلامة المحقق كمال بن الهمام الحنفي
وتلميذه ابن ابي الشريف المقدسي الشافعي
رحمهما الله تعالى ما نصه ثم قال اي
صاحب العمدة ولا يوصف الله تعالى
بالقدرة على الظلم والسفه والكذب
لان المحال لا يدخل تحت القدرة اي
لا يصح متعلقا لها وعند المعتزلة يقدر
تعالى على كل ذلك ولا يفعل انتهى
كلام صاحب العمدة وكانه انقلب
عليه ما نقله عن المعتزلة اذ لا شك
ان سلب القدرة عما ذكر هو مذهب
المعتزلة واما ثبوتها اي القدرة على ما
ذكر ثم الامتناع عن متعلقها اختيارا
فهو بمذهب الاشاعرة اليق منه
بمذهب المعتزلة ولا يخفى ان هذا
الاليق ادخل في التنزيه ايضا اذ لا
شك في ان الامتناع عنها اي عن المذكورات
من الظلم والسفه والكذب من باب

ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں اس لیے کہ اپنے ملک میں
تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا اور اگر مان بھی لیں کہ
قبیح کی نسبت صحیح ہے تو قدرت حق تعالیٰ وصدور
کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ تحت
قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعث
مفقود ہونے کے سبب اس کا وقوع ممتنع ہو۔
(۳) مسایرہ اور اس کی شرح مسامرہ میں علامہ
کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف
مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرماتے ہیں
پھر صاحب العمدۃ نے کہا حق تعالیٰ کو یوں نہیں
کہہ سکتے کہ وہ ظلم و سفہ اور کذب پر قادر ہے
(کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ ظلم و کذب ان ممکنات
میں داخل نہیں جن کو قدرت باری تعالیٰ شامل ہو)
کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا
یعنی قدرت کا تعلق اس کے ساتھ صحیح نہیں۔ اور
معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر
تو ہے مگر کرے گا نہیں صاحب العمدۃ کا کلام ختم
ہو گیا اب کمال [illegible] کہتے ہیں کہ صاحب العمدۃ
نے جو معتزلہ سے نقل کیا وہ الٹ پلٹ ہو گیا
کیونکہ اس میں شک نہیں کہ افعال مذکورہ سے قدرت
کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال

التنزيهات عما لا يليق بجناب قدسه
تعالى فليتميز بالبناء للمفعول اى
يختبر العقل فى ان اى الفصلين ابلغ
فى التنزيه عن الفحشاء اهو القدرة
عليه اى على ما ذكر من الامور الثلثة
مع الامتناع اى امتناعه تعالى عنه
مختارا اى لذلك الامتناع او الامتناع
اى امتناعه عنه لعدم القدرة عليه
فيجب القول بادخل القولين فى التنزيه
وهو القول الذى هو مذهب الاشاعرة اى

(۴) وفى حواشى الكلنبوى على شرح
العقائد العضدية للمحقق الدوانى
رحمهما الله تعالى ما نصه وبالجملة
كون الكذب فى الكلام اللفظى قبيحا
بمعنى صفة نقص ممنوع عند الاشاعرة
ولذا قال الشريف المحقق انه من جملة
الممكنات وحصول العلم القطعى بعدم
وقوعه فى كلامه تعالى باجماع العلماء
والانبياء عليهم السلام لا ينافى امكانه
فى ذاته كسائر العلوم العادية القطعية
وهو لا ينافى ان ما ذكره الامام الرازى الخ

مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع
نہ کیا جائے۔ یہ قول مذہب اشاعرہ کے نزدیک صحیح
ہے بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول
مناسب کو تنزیہ باری تعالیٰ میں زیادہ دخل ہے
جیسا کہ ظلم و سفہ و کذب سے باز رہنا باب تنزیہ
سے ہے ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے
شایان نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں
صورتوں میں کس صورت کو حق تعالیٰ کے تنزیہ عن
الفحشاء میں زیادہ دخل ہے۔ آیا اس صورت میں کہ
باری تعالیٰ مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر باختیا
ر ارادہ ممتنع الوقوع کیا جائے زیادہ تنزیہ ہے یا اس
طرح ممتنع الوقوع ہونے میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ
کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو
تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہیے اور
وہ یہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات
و امتناع بالاختیار۔

(۴) محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ
کلنبوی میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ
کلام لفظی میں کذب کا ایسی معنی قبیح ہونا کہ نقص و عیب
ہے اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لیے شریف
محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور

(۵) وفی تحریر الاصول لصاحب فتح
القدیر الامام ابن الہمام وشرحہ لابن
امیر الحاج رحمہما اللہ تعالیٰ ما نصہ
وحینئذ ای وحین کان مستحیلا
علیہ ما ادرک فیہ نقص ظہر القطع
باستحالۃ اتصافہ ای اللہ تعالیٰ بالکذب
ونحوہ تعالیٰ عن ذلک وایضا لو لم
یمتنع اتصاف فعلہ بالقبح یرتفع
الامان عن صدق وعدہ وصدق
خبر غیرہ ای الوعد منہ تعالیٰ وصدق
النبوۃ ای لم یجزم بصدقہ اصلا و
عند الاشاعرۃ کسائر الخلق القطع
بعدم اتصافہ تعالیٰ بشیء من القبائح
دون الاستحالۃ العقلیۃ کسائر العلوم
التی یقطع فیہا بان الواقع احد
النقیضین مع عدم استحالۃ الاخر
لو قدر انہ الواقع کالقطع بمکۃ و
بغداد ای بوجودہما فانہ لا یحیل
عدمہما عقلا وحینئذ ای وحین کان
الامر علی ہذا لا یلزم ارتفاع الامان
لانہ لا یلزم من جواز الشیء عقلا عدم

بجنبہ کلام نفسی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اسی
طرح کہ کلام الٰہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس
پر علماء و انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے
ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح بجملہ
علوم عادیہ قطعیہ باوجود امکان کذب بالذات حاصل
ہوا کرتے ہیں۔ سید الحموی کے قول کا خلاصہ ختم
(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر
الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں یوں جو
منصوص ہے اور اب یعنی جبکہ یہ امر اللہ تعالیٰ پر
محال ہو کہ جس میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ
اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً
محال ہے نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ اتصاف
محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اطمینان نہ رہے گا
اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے
نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبیح کے ساتھ متصف
نہ ہونا سارے معلومات کی طرح بالاتفاق ہے جو عقلاً
محال نہیں جیسا کہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک
نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی
نہیں کہ وہ بھی متحقق نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا
وجود یقینی ہے مگر عدم محال نہیں ہے کہ موجب
ہولیا اور اب یعنی جب یہ صورت حال آ گئی

للجزم بعدمه والخلاف الجاري في الاستحالة والامكان العقلي جار في كل نقيضة اقدرته تعالى عليها مسلوبة ام هي اي النقيضة بها اي بقدرته مشمولة والقطع بانه اي يفعل اي والجزم القطع بعدم فعل تلك النقيضة الخ ومثل ما ذكرنا عن مذهب الاشاعرة ذكره القاضي العضد في شرح مختصر الاصول و اصحاب الحواشي عليه ومثله في شرح المقاصد وحواشي المواقف للجلبي وغيره وكذلك صرح به العلامة القوشجي في شرح التجريد والقونوي وغيرهم اعرضنا عن ذكر نصوصهم مخافة الاطناب والسامة والله المتولي للرشاد والهداية -

کذب کے سبب لعقاب کا انتفا لازم ہوگا اس لیے کہ عقلاً کسی شے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا اور یہ جو محال و قدرت کی و امکان عقلی کا خلاف معتزلہ اور اہل سنت میں (ہر نقیض میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت کی نہیں (جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقیض کو قدرت حق تعالیٰ شامل نہ ہو رہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین ہے کہ کرے گا نہیں (جیسا کہ اہل السنۃ کا قول ہے) یعنی نقیض کے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے ایسا ہی یہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور حق تعالیٰ ہی ہدایت کا متولی ہے۔

السؤال السادس والعشرون

چھبیسواں سوال

ما قولكم في القادياني الذي يدعي انه المسيح

کیا کہتے ہو مرزا قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے

والنبوة فإن أناسا ينسبون إليكم حبه ومدحه فالمرجو من مكارم أخلاقكم أن تبينوا لنا هذه الأمور بيانا شافيا ليتضح صدق القائلين وكذبهم ولا يبقى الريب الذي حدث في قلوبنا من تشويشات الناس۔

کا مدعی ہے کیونکہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی تعریف کرتے ہو تمہارے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے تاکہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور جو شک لوگوں کے تشویش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے

الجواب

جملة قولنا وقول مشائخنا في القادياني الذي يدعي النبوة والمسيحية أنا كنا في بدء أمره ما لم يظهر لنا منه سوء اعتقاد بل بلغنا أنه يؤيد الإسلام ويبطل جميع الأديان التي سواه بالبراهين والأدلة نحسن الظن به على ما هو اللائق للمسلم بالمسلم ونأول بعض أقواله ونحمله على محمل حسن ثم إنه لما ادعى النبوة والمسيحية وأنكر رفع الله تعالى المسيح إلى السماء وظهر لنا من خبث اعتقاده وزندقته

جواب

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بد عقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اس کے بعد جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے

أفتى مشايخنا رضوان الله تعالى عليهم
بكفره وفتوى شيخنا ومولانا رشيد أحمد
الكنكوهي رحمه الله في كفر القادياني
قد طبعت وشاعت بوجه كثير
عنها في أيدي الناس لم يبق فيها
خفاء إلا أنه لما كان مقصود
المبتدعين تهييج سفهاء الهند و
جهالهم علينا وتنفير علماء الحرمين
وأماثلهما وقضاتهما وأشرافهما
منا لأنهم علموا أن العرب لا
يحسنون الهندية بل لا يبلغ
لديهم الكتب والرسائل الهندية
افتروا علينا هذه الأكاذيب فالله
المستعان وعليه التوكل وبه
الاعتصام هذا والذي ذكرنا في
الجواب هو ما نعتقده وندين الله
تعالى به فإن كان في رأيكم حقا
وصوابا فاكتبوا عليه تصحيحكم
وزينوه بختمكم وإن كان غلطا
وباطلا فدلونا على ما هو الحق
عندكم فإنا إن شاء الله لا نتجاوز

مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔
قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت
مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر
شائع بھی ہو چکا ہے بکثرت لوگوں کے پاس
موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر چونکہ
مبتدعین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے
جہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین
کے علماء مفتی و اشراف و قاضی و رؤسا کو
ہم سے متنفر بنائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اہل
عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ
ان تک ہندی رسائل و کتابیں پہنچتی بھی نہیں
اس لیے ہم پر جھوٹے افترا باندھے سو خدا ہی
سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور
اسی کا تمسک جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارا
عقیدہ ہے اور یہی دین و ایمان ہے سو اگر
آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں
تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزین کر دیجئے
اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے
نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ
حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہم کو آپ
کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہو گا تو

عن الحق وان عن لنا فی قولکم
شبهة نراجعكم فيها حتى يظهر
الحق ولم يبق فيه خفاء واخر
دعوانا ان الحمد لله رب العلمين
وصلى الله على سيدنا محمد سيد
الاولين والأخرين وعلى آله
وصحبه وازواجه وذرياته اجمعين
قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم
طلبة علوم الاسلام كثير الذنوب
والاثام الاحقر خليل احمد
وفقه الله التزود لغده
يوم الاثنين ثامن عشر
من شهر شوال ١٣١٥ھ

دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر
ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری
پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے
جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ
کا درود و سلام نازل ہو اولین و آخرین کے
سردار محمد پر اور ان کی اولاد و صحابہ
و ازواج و ذریات سب پر۔
زبان سے کہا اور قلم سے لکھا خادم الطلبہ
کثیر الذنوب والآثام حقیر خلیل احمد نے
خدا ان کو توشہ آخرت کی توفیق عطا
فرمائے
۱۸ شوال ۱۳۱۵ھ

تمت

تمام شد

چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصدیق علماء ہندوستان سے مکمل کرانے کے بعد حجاز و مصر و شام کے بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا اس لیے اوّل علماء ہند کی تحریرات درج کی جاتی ہیں:-

تصدیق امام زمرۃ العارفین بقیۃ المحدثین حضرت مولانا الحاج المولوی محمود حسن محدث دام فیضہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ عالم الغیب والشہادۃ و الصلوٰۃ والسلام علی من قال ان احسن الظن من العبادۃ وعلی آلہ واصحابہ ھم سادۃ الائمۃ وقادۃ وبعد فقد تشرفت بمطالعۃ المقالۃ التی رصفھا المولی العلام مقدام علماء الانام مولانا المولوی خلیل احمد لا زال فیوضہ منہمرۃ علی السہول والآکام فللہ درہ وذرہ مثل حصرۃ فقد اتی بالحق الصریح وازال عن اھل الحق الظن القبیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف زیبا ہے اللہ کو جو غائب و حاضر کا جاننے والا ہے اور درود و سلام اس ذات پر جس نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے اور ان کی آل اور اصحاب پر جو امت کے سردار و پیشوا ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ سے مشرف ہوا جس کو مرشد العلماء و پیشوائے علماء انام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں ہر نشیب و فراز پر سو اللہ ہی کیلئے ہے ان کی خوبی واقعی حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے بدگمانی زائل فرمائی اور یہی ہمارا اور ہمارے

وهو معتقدنا و معتقد مشائخنا جميعا لا ريب فيه فجزاه الله تعالى جزاء عنا في ابطال وساوس الحاسد في افترائه. فقط

محمود عفي عنه المدرس الاول في مدرسة ديوبند

جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں پس حق تعالیٰ مصنف کو اس محنت کی جزا عطا فرمائے جو حاسد کی افترا پردازی کے وسوسہ کے باطل کرنے میں انھوں نے کی ہے۔

تحریر شریف سند العلماء صفوۃ الفضلاء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہی قدس سرہٗ

لله در المجيب اللبيب حيث اتى بتحقيقات منيفة وتدقيقات بديعة في كل مسئلة و باب و ميز القشر عن اللباب وكشف قناع الريب والبطلان عن وجوه خرائد الحق والصواب كيف لا والمجيب الحق المحقق هو مورد انعامه و افضاله ومقدام المحققين في اقرانه وامثاله فالحق انه ادامه الله تعالى وابقاه اصاب في ما افاد في كل ما اجاب اجاد لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه وهو حق صريح لا ريب فيه فهذا هو

خدا کے لیے ہے خوبی مجیب کی خوبی کہ تحقیقات عجیب اور تدقیقات عجیبہ ہر مسئلہ اور ہر باب میں بیان کی، اور چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے نقاب کو حق اور صواب کے چہروں سے کھول دیا کیونکر نہ ہو مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق تعالیٰ کے انعام و افضال کا مورد اور محققین زمانہ میں پیشوا ہے۔ پس حق یہ ہے کہ مولانا نے (اللہ تعالیٰ ان کو دائم و باقی رکھے) جو کچھ لکھا صواب لکھا اور جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے اور یہی حق صریح ہے جس میں شک نہیں پس یہی حق ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سب

الحق و ما ذا بعد الحق الا الضلال
وكل ذلك هو معتقدنا و معتقد
مشائخنا و ساداتنا اماتنا الله
عليه وحشرنا مع عباده المخلصين
المتقين رزقنا في جوار المقربين
من النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين آمين فامين فمن تقول
علينا او على مشائخنا العظام بعض
الاقاويل فكلها فرية بلا مرية و
الله يهدينا و اياهم الى صراط مستقيم
وهو تعالى وتقدس بكل شئ خبير
وعليم و آخر دعوٰنا ان الحمد لله
رب العٰلمين والصلوٰة والسلام
على خير خلقه و صفوة انبيائه
سيدنا و مولٰنا محمد و آله و صحبه
اجمعين و انا العبد الضعيف النحيف
خادم الطلبة احقر الزمن احمد حسن
الحسيني نسبا و الامروهي مولدا و
موطنا و الچشتي الصابري والنقشبندي
المجددي طريقة و مشربا و الحنفي
الماتريدي مسلكا و مذهبا۔

ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشواؤں کا
عقیدہ ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت
دے اور اپنے مخلص پرہیزگار بندوں کے
ساتھ حشر فرمائے اور انبیاء و صدیقین
و شہداء و صالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ
میں جگہ عطا فرمائے آمین آمین۔ پس جس
نے ہم پر یا ہمارے با عظمت مشائخ پر کوئی
قول جھوٹ باندھا تو وہ بلا شبہ افترا ہے
اور اللہ ہم کو اور ان کو راہ مستقیم دکھائے
اور وہی حق تعالیٰ ہر شے سے باخبر ہے
واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب
تعریف اللہ کو جو رب العالمین ہے اور
درود و سلام ہو بہترین خلق خلاصۂ
انبیاء سیدنا و مولانا محمد اور
ان کے آل و اصحاب پر اور سب پر
میں ہوں بندۂ ضعیف خادم الطلبہ
احقر الزمن احمد حسن حسینی نسبا امروہی
مولدا و موطنا چشتی صابری نقشبندی
مجددی طریقۃ و مشربا۔ حنفی ماتریدی
مسلکا و مذہبا۔

طبع الخاتم

تحریر شریف عمدۃ الفقہاء اسوۃ الاصفیاء حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله حق حمده والصلوٰة و
السلام الاتمان الاکملان علی من
لا نبی من بعده اما بعد فیقول العبد
المفتقر الی رحمة الرحیم المنان
عزیز الرحمٰن عفا الله عنه المفتی
والمدرس فی المدرسة العالیة
الواقعة فی دیوبند ان ما نمقه
العلامة المقدام البحر القمقام
المحدث الفقیه المتکلم النبیه
الرحلة الهمام قدوة الانام جامع
الشریعة والطریقة واقف رموز
الحقیقة من قام لنصرة الحق
المبین وقمع اساس الشرک و
الاحداث فی الدین المؤید من الله
الاحد الصمد مولانا الحاج الحافظ
خلیل احمد المدرس الاول فی
مدرسة مظاهر العلوم الواقعة فی
السهارنفور حفظها الله من الشرور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور درود و
سلام تام و کامل اس ذات پر جن کے بعد
کوئی نبی نہیں۔ بعد ازاں رحیم و منان کی
رحمت کا محتاج بندہ عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ
مفتی مدرس مدرسہ عالیہ واقع دیوبند
جو کچھ تحریر فرمایا، علامہ پیشوا، دریائے
مواج محدث فقیہ متکلم، عاقل، مرجع
امام مقتدائے خلق جامع شریعت و طریقت
واقف اسرار حقیقت کہ کھڑے ہو گئے
حق ظاہر کی مدد کے لیے اور اکھاڑ پھینکی
شرک و بدعت کی جڑ بنیاد، مؤید من اللہ
الاحد الصمد مولانا الحاج حافظ خلیل احمد
مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع
سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے
محفوظ رکھے) مسائل کی تحقیق میں وہ
سب حق ہے میرے نزدیک اور میرا
اور میرے مشائخ کا عقیدہ یہی ہے
اللہ ان کو عمدہ جزا دے قیامت کے

في تحقيق المسائل هو الحق عندي ومعتقدي ومشائخي جزاه الله أحسن الجزاء يوم القيام ورحم الله من أحسن الظن بالسادات العظام والله تعالى ولي التوفيق وبالحمد أولاً وآخراً حقيق وهو حسبي ونعم الوكيل.

كتبه العبد عزيز الرحمن عفي عنه ديوبندي

وہی اور اللہ رحم فرماوے اس شخص پر جو میرے اور اپنے بزرگوں کی جانب اچھا گمان رکھے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اول و آخر حمد کا مستحق ہے اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔

اس کو لکھا بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی نے مہر

کلمات بابرکات طبیب الملت حکیم الامت حضرت مولانا الحاج الحافظ اشرف علی صاحب ادام اللہ فیضہم

أقرّ به وأعتقده وأكل أمر المفترين إلى الله وأنا أشرف علي التهانوي الحنفي الچشتي ختم الله تعالى له بالخير.

میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افترا کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی، اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔

تصدیق لطیف شیخ الاتقیاء وسند الابرار حضرت مولانا الحاج الحافظ شاہ عبدالرحیم صاحب دامت مکارمہم

الذي كتب في هذه الرسالة الحق صحيح وثابت في الكتب بنص صريح وهو معتقدي ومعتقد مشائخي رضوان الله تعالى عليهم أجمعين أحيانا الله بها وأماتنا عليها و

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ، اور یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو۔ اسی پر اللہ ہم کو جلاوے اور اسی پر موت دے

انا العبد الضعيف عبد الرحيم عفي عنه الرائپوري الخادم لحضرة مولانا الشيخ رشيد احمد گنگوهي قدس الله سره العزيز۔

میں ہوں بندہ ضعیف عبدالرحیم عفی عنہ رائپوری خادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز۔

تسطیر شہیر رئیس الحکماء امام الفضلاء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد حسن صاحب زیدت مجدہم

الحمد لله المتوحد في جلال ذاته المتنزه عن شوائب النقص وسماته والصلوة والسلام على سيدنا محمد نبيه ورسوله وعلى آله وصحبه اجمعين وبعد فهذا القول الذي نطق به الشيخ الاجل الامجد والفرد الاكمل الاوحد مولانا الحاج الحافظ خليل احمد دام ظله الظليل على رؤس المسترشدين وابقاه الله تعالى لاحياء الشريعة والطريقة والدين هو الحق عندنا ومعتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان الله تعالى عليهم اجمعين الى يوم الدين وانا العبد الضعيف النحيف محمد حسن عفا الله عنه الديوبندي۔

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے اپنی ذات کے جلال میں پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامات سے اور درود و سلام سیدنا محمد پر جو اس کے نبی و رسول ہیں اور ان کی سب آل و اصحاب پر۔ اما بعد پس یہ تقریر جو شیخ اجل امجد اور فرد اکمل و اوحد مولانا حاجی حافظ خلیل احمد دام ظلہ علی رؤس المسترشدین نے فرمائی ہے، خدا ان کو شریعت و طریقت اور دین کے زندہ کرنے کے لیے قائم رکھے، حق ہے ہمارے نزدیک اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ الی یوم الدین کا۔

میں ہوں بندہ ضعیف نحیف محمد حسن عفی عنہ دیوبندی۔

تحریر شریف جامع الکمال صاحب دقائق المعقول والمنقول جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب بورک فی احوالہ

هذا هو الحق والصواب

قدرت الله غفر له ولوالديه مدرس

مدرسة مراد آباد

یہی ہے حق اور صواب

قدرت اللہ غفر لہ ولوالدیہ مدرس

مدرسہ مراد آباد۔

تحریر منیف صاحب الرائے الصائب ذی الفہم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمن صاحب دامت فیوضہم

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده وبعد فما كتبه الشيخ الامام الحبر الهمام في جواب السوالات المذكورة هو الحق والصواب والمطابق لما نطق به السنة والكتاب وهو الذي ندين الله تعالى به وهو معتقدنا ومعتقد جميع مشائخنا رحمهم الله تعالى فرحم الله من نظر فيها بعين الانصاف واذعن للحق واعتقد الصدق

وانا الفقير الضعيف

حبيب الرحمن الديوبندي

سب تعریفیں اللہ یکتا کے لیے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو کچھ کہا ہے شیخ امام دانا سردار نے سوالات مذکورہ کے جواب میں وہی حق اور صواب ہے اور اسی کے مطابق ہے جو سنت و کتاب کہ رہی ہیں اور ہم اس کو دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لیے۔ اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا۔ پس اللہ رحم فرماوے اس پر جو بچشم انصاف دیکھے اور حق کا یقین لاوے اور صدق کا متبع ہو۔

حبیب الرحمن دیوبندی

تحریر لطیف نقیب السلف قدوۃ الخلف حضرت مولٰنا الحاج المولوی محمد احمد صاحب ابن شیخنا

ما كتبه العلامة وحيد العصر هو الحق والصواب

جو کچھ لکھا علامہ یکتائے زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے۔

احمد بن مولانا محمد قاسم النانوتوي ثم الديوبندي ناظم المدرسة العالية الديوبندية

احمد بن مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ثم الدیوبندی مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر شریف جامع الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول حضرت مولٰنا الحاج المولوی غلام رسول صاحب مدظلہ

الحمد لله الذي قصرت عن وصف كماله ألسنة بلغاء الأنام وضعفت عن الوصول إلى ساحة جلاله أجنحة العقول والأفهام والصلوة والسلام على أفضل الرسل سيدنا محمد الهادي إلى دار السلام وعلى آله وأصحابه البررة الكرام، أما بعد فالقول الذي نطق به في جواب السؤالات المذكورة أكمل كملاء الزمان وأعلم علماء الدوران وقدوة جماعة السالكين وزبدة عصابة المتقين مولانا الحافظ الحاج

سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے فصحا کی زبانیں قاصر اور اس کی عظمت کے میدان تک پہنچنے سے عقول و افہام کے بازو عاجز ہیں اور درود و سلام افضل رسل سیدنا محمد پر اور اُن کے آل و اصحاب نیکوکار بزرگوں پر۔ اما بعد یہ تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کاملین زمانہ میں اکمل اور علماء وقت میں اعلم اور گروہ سالکین کے مقتداء اور جماعت متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب نے فرمائی ہے۔ قول حق اور کلام صادق

عربی	اردو
خليل احمد سلمه الله تعالى قول حق	ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارے
وكلام صادق وهو معتقدنا ومعتقد	تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔
جميع مشائخنا رحمهم الله تعالى	میں ہوں بندۂ ضعیف
اجمعين - وانا العبد الضعيف	غلام رسول عفی عنہ
غلام رسول عفا الله عنه القوى	مدرس مدرسہ عالیہ
المدرس فى المدرسة العالية الديوبندية	دیوبند

تحریر منیف فاضل عصر کامل دہر جناب مولانا المولوی محمد سہول صاحب لازال مجدہ

عربی	اردو
حامدا ومصليا ومسلما وبعد فهذه	حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد یہ جوابات جن کو علم و
الاجوبة الصحيحة رافع راية العلم	ہدایت کے جھنڈوں کو اونچا کرنے والے اور جہل و گمراہی
والهداية خافض رايات الجهل و	کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے
الضلالة سيد ارباب الطريقة سند	سردار اور اصحاب حقیقت کے سند خلاصہ
اصحاب الحقيقة زبدة الفقهاء و	فقہاء و مفسرین مقتدائے متکلمین و محدثین شیخ
المفسرين قدوة المتكلمين والمحدثين	اجل اوحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب
الشيخ الاجل الاوحد الحافظ الحاج	نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیضان مسلمانوں
مولانا خليل احمد لا زالت فيضانه	اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی
على المسلمين والمسترشدين الى ابد	اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور
حقيق بان يعتمد عليها كلها ويدان	ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔ اور یہی
بجليلها وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا	عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں
وانا عبد الارذل محمد بن افضل المدعو	ہوں بندہ ارذل محمد بن افضل یعنی سہول عفی عنہ
بالسهول عفى عنه مدرس المدرسة العالية الديوبندية -	مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

تحریر لطیف عالم تحریر فاضل بے نظیر جناب مولانا المولوی عبد الصمد صاحب طاب اللہ ثراہ

الحمد لله الذي علم آدم الأسماء كلها وأعطى صوادع النعوت الصفات كلها وأنا من علينا النعم الشوامخ قبل الاستحقاق وهدانا الصراط السوي مع تفرق السبل والشقاق ونصلي ونسلم على محمد عبده ورسوله الذي أرسل والحق خاملة أعوانه خاوية أركانه والباطل عالية نيرانه غالية أثمانه داعيا إلى الله من كان كفر وامر بالمعروف ونهى عن غيره وزجر وعلى آله البررة الكرام وأصحاب الكملة العظام الشافعين المشفعين في المحشر أما بعد فالأجوبة التي حررها ربيع رياض الطريقة وبركة هذه الخليقة محي معالم الطريق بعد دروسها ومجدد مراسم المعارف عب افول أقمارها وشموسها الذي تفجرت ينابيع الحكم على لسانه وفاضت

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آدم کو تمام نام سکھائے اور عطا فرمائیں ہم کو (?) نعتیں تمام اور ہم پر نعمتیں بلند فرمائیں استحقاق سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف متفرق راستوں میں اور ہم درود و سلام بھیجتے ہیں اس کے بندہ اور رسول محمد پر جو ایسے وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار سست اور ارکان مضمحل ہو چکے تھے اور باطل کے شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی آپ نے بلایا اللہ کی طرف ہر منکر کرنے والے کو اور بھلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا برے کام سے اور روکا اور آپ کی اولاد بزرگوار و مکرم اور صحابہ کاملین باعظمت پر جو حشر میں سفارش فرمائیں گے اور مقبول ہوگی (اما بعد) جوابات جن کو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو باغہائے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان کے مٹ جانے کے بعد اور معرفت کے مراسم کی تجدید کرنے والے ان کے ماہتاب و آفتاب غروب ہو جانے کے بعد کہ جاری ہیں حکمتوں کے

عیون المعارف من خلال جنابه۔
وانبثت اشعة انواره فی القلوب۔
وبعثت سرایا اسراره الی کل طالب
ومطلوب وسطعت شموس معارفه
وزکت اغراس عوارفه۔ لازال الزهد
شعاره۔ والورع دثاره۔ والذکر انیسه
والفکر جلیسه مولانا العلام راس اساتذتنا
الفهام الشیخ الازهد والامام الامجد
الحافظ الحاج خلیل احمد صدر
المدرسین فی مدرسة مظاهر العلوم
الواقعة فی السهارنفور حررها بان
یعتقدها اهل الحق والیقین وحقیق
بان یسلمها العلماء الراسخون فی
الدین المتین وهذه عقائدنا و
عقائد مشائخنا ونحن نرجو من الله
ان یحیینا ویمیتنا علیها ویدخلنا
فی دار السلام مع اساتذتنا الکرام و
هو نعم المولی ونعم المعین وآخر
دعوانا ان الحمد لله رب العلمین
والصلوة والسلام علی خیر خلقه
وفخر رسله وآله وصحبه اجمعین

چشمے ان کے وسط قلب سے اور پھیل رہی
ہیں ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور
پہنچ رہے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر
طالب و مطلوب تک اور چمک رہے ہیں ان
کی معرفتوں کے آفتاب اور اُگے ہوئے ہیں ان
کی معرفتوں کے درخت سدا رہے زہد ان کا طریقہ
اور تقوی ان کا لباس اور یاد حق ان کی مونس اور
تفکر حق ان کا ہمنشیں مولانا العلام اور ہمارے استاذ
فہیم شیخ صاحب زہد اور سردار بزرگ حافظ حاجی
یعنی مولانا خلیل احمد مدرس اول مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور (یہ رسالے کے جوابات
اس لائق ہیں) کہ اہل حق ان کو عقیدہ بنا لیں اور
مستحق ہیں کہ دین متین میں مضبوط علماء ان کو تسلیم
کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے
عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ انھیں پر
جلاوے ہم کو اور مارے اور ہم کو داخل فرماوے جنت
میں ہمارے بزرگ استاذ کے ساتھ اور وہی بہتر
کارساز اور بہتر مددگار ہے اور آخری دعا
ہماری یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العلمین کو
اور درود و سلام بہترین مخلوق و فخر پیغمبران پر
اور ان کی ساری اولاد و اصحاب پر۔

الراقم الأثم محمد عبد الصمد عفا عنه الاحد البجنوري المدرس في المدرسة العالية الديوبندية اقامها الله و ادامها الى يوم القيمة.

راقم آثم محمد عبد الصمد عفا عنہ الاحد مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند، خدا اس کو تا قیامت دائم قائم رکھے۔

تحریر شریف شمس فلک الشریعۃ البیضاء بدر سماء الطریقۃ الغراء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد اسحق صاحب نہٹوری ثم الدہلوی

لله در المجيب المحقق المصيب صدقت بما فيه بلا شك مريب. الاحقر محمد اسحق النهٹوري ثم الدهلوي.

اللہ کے لیے ہے خوبی محقق و صواب جوابات دینے والے کی جو کچھ اس میں ہے بلا شک ریب تصدیق کرتا ہوں۔ احقر محمد اسحق نہٹوری ثم الدہلوی

تحریر شریف فرید زمانہ سنام الدین عروۃ الحبل المتین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین صاحب ادام اللہ بقاءہم

اصاب من اجاب

مجیب نے درست بیان کیا

محمد رياض الدين عفى عنه مدرس مدرسه عاليه ميرٹھ -

محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ -

تحریر لطیف شیخ اجل الاسلام مقتدا الانام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب دام فیضہم

رأيت الاجوبة كلها فوجدتها حقة صريحة لا يحوم حول سرادقها شك و لا ريب. و هو معتقدي و معتقد مشائخي رحمهم الله تعالى

میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو ایسا حق صریح پایا کہ اس کے اردگرد بھی شک ریب نہیں گھوم سکتا۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

وانا العبد الضعیف الراجی رحمۃ مولاہ الصمد کفایت اللہ الشاہجہانپوری الحنفی المدرس فی المدرسۃ الامینیۃ الدہلویۃ۔

میں بھی بندۂ ضعیف امیدوار رحمت خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی ضیاء الحق صاحب زید فضلہم العلیم

اصاب من اجاب العبد ضیاء الحق عفی عنہ المدرس فی المدرسۃ الامینیۃ الدہلویۃ۔

مجیب نے درست بیان کیا بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی محمد قاسم صاحب زید فضلہم العلیم

الجواب صحیح العبد محمد قاسم عفی عنہ المدرس فی المدرسۃ الامینیۃ الدہلویۃ۔

جواب صحیح ہے بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

تحریر شریف ذو الفضل والفضائل تحفۃ الاقران امام الاماثل جناب مولانا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی

الحمد للہ الذی ہدانا للاسلام وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ والصلوٰۃ والسلام علی خیر البریۃ سیدنا محمد وآلہ الی یوم تلقاہ و بعد فانی تشرفت بمطالعۃ المقالۃ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پا سکتے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا اور درود و سلام بہترین مخلوقات سیدنا محمد اور ان کی آل پر تاقیامت۔ حمد کے بعد میں اس مقالہ شریفہ کے ملاحظہ سے

تحریر شریف [illegible] جناب مولانا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي تقدست ذاته
المصونة عن أن يماثل أحد في
صفاته المختصة وإن كان من
الأنبياء وترفعت قدرته عن
ظروف العقول والآراء والصلاة
والسلام على أفضل من يتوسل
به في الدعاء من المرسلين و
الصديقين والشهداء والصلحاء
وأكمل من يحيى من الأحياء بعد
الوصال واللقاء وعلى آله وأصحابه
الذين هم أشداء على الكفار ر
على المؤمنين من الرحماء. أما بعد
فرأيت هذه الأجوبة فوجدتها قولا
حقا مطابقا للواقع. وكلاما صادقا
يقبله القانع والسامع. لا ريب فيه
هدى للمتقين الذين يؤمنون على
الحق ويعرضون عن أباطيل الضالين
المضلين. كيف لا وقد نمقها من هو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی ذات
بے عیب مقدس ہے کہ اس کی صفات خاصہ میں
کوئی اس کا مماثل ہو اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہوں
اور اس کی قدرت عالی ہے عقل اور رائے
کے ظروف سے اور درود و سلام ان میں بہترین ذات
پر جن کو دعا میں وسیلہ پکڑا جاتا ہے یعنی
پیغمبران و صدیقین اور شہداء و صلحاء اور
کامل جن کے لیے وصال یا انتقال کے بعد
حیات ثابت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب
پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر
مہربان تر ہیں اما بعد میں نے یہ جوابات
دیکھے تو ان کو پایا قول حق واقع کے مطابق
اور کلام راست جس کو ہر قانع و مخالف
قبول کرے اس میں شک نہیں ہدایت ہے
پرہیزگاروں کے لیے جو حق کو مانتے اور
گمراہوں و گمراہ کرنے والوں کی واہیات
سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو ان کو لکھا
ہے انہوں نے جو نقلی و عقلی علوم کی اطراف

محل دجهات العلوم النقلية و
العقلية ـ ذروة سنام الصناعات
العلوية و السفلية ـ منطقة بروج
الكمال و مطوقة لتعريف المنتمين
من الفرق الاثني عشرية وغيرها
من الانقلاب الى الاعتدال شمس
فلك الولاية ـ بدر سماء الهداية
الذي اصبحت رياض العلم والهداية
بسحاب فيضه زاهرة . و اصبحت
حياض الجهل و الغواية بسوق
نقمته غائرة حامل لواء السنة
السنية ـ قامع البدعة السيئة الشنيعة
رشيد الملة و الدين قاسم الفيوضات
للمستفيضين ـ محمود الزمان ..
اشرف من جميع الاقران مقتدى
المسلمين مجتبى العلمين حضرتنا
و مرشدنا و وسيلتنا و مطاعنا مولانا
الحافظ الحاج المولوي خليل احمد
لا زالت شموس فيوضاته بازغة
للمقتبسين من انواره ـ و دامت
اشعة بركاته ساطعة للسالكين على

کی حد بندی کرنے والے اور فنون عالی وسافل
کے رفیع المرتبت شخص ہیں برج کمال کے منطقہ
اور روافض وغیرہ بدمذہبوں کو انقلاب سے
اعتدال کی جانب پھیرنے کے لیے بمنزلہ گرز
فلک ولایت کے آفتاب آسمان ہدایت
کے ماہتاب جن کے فیض کی گھٹاؤں سے
علم و ہدایت کے باغ لہلہا اٹھے اور جن
کے غصہ کی بجلیوں سے جہل و گمراہی کے
حوض پایاب بن گئے ۔ روشن سنت کے علمبردار
بدعت سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے
ملت و دین کے رشد طالبین کے لیے
فیوضات کے قاسم ۔ محمود زمانہ مجمع
اہل مصر میں اشرف ۔ مسلمانوں کے مقتدا
برگزیدہ عالم ہمارے حضرت و مرشد
اور وسیلہ و مطاع مولانا حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب ان کے فیوضات
کے آفتاب سدا ان کا نور لینے والے
والوں کے لیے چمکتے رہیں ۔ اور ان کی
برکات کی شعاعیں ان کے قدم بقدم
چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں ۔ آمین
یا رب العلمین ۔

هذه

خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة

زادها الله تعالىٰ شرفاً وفضلاً

یہ مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے

جن میں سب سے مقدم حضرت شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل کی تصدیق نفیس تحریر ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

صورة ما كتبه حضرة الشيخ الاجل والفاضل الاجل امام العلماء ومقتدى الفضلاء رئيس الشيوخ الكرام وسند الاصفياء العظام عين اعيان الزمان قطب فلك العلوم والعرفان حضرة مولانا الشيخ محمد سعيد بابصيل الشافعي شيخ العلماء بمكة المكرمة والامام والخطيب بالمسجد الحرام لا زال محفوفا بنعم الملك العلام

تقریظ مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلت تامہ پیشوائے علماء و مقتدائے فضلاء شیوخ کرام کے سردار اور بزرگان اصفیاء میں مستند معتمد سر گروہ زمانہ و قطب آسمان علوم و معرفت جناب حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی شیخ علماء مکہ مکرمہ اور امام و خطیب مسجد حرام ہمیشہ شاہنشاہ علام کی نعمتوں سے گھرے رہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
اما بعد فقد طالعت هذه الاجوبة	بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ میں نے پڑھے
للعلامة الفهامة المسطورة على الاسئلة	زبردست و نہایت سمجھدار عالم کے یہ جوابات
المذكورة في هذه الرسالة فرأيتها في	جو سوالات مذکورہ کے متعلق انہوں نے لکھے

غاية الصواب شكر الله تعالى المجيب اخي وعزيزي الاوحد الشيخ خليل احمد ادام الله سعده واجلاله في الدارين وكسر به رؤس الضالين والحاسدين الى يوم الدين بجاه المرسلين.

امر برقمه بقلمه المرتجي من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابصيل مفتي الشافعية ورئيس العلماء بمكة المكرمة غفر الله له ولمحبيه وجميع المسلمين

طبع الخاتم

بیں غور کے ساتھ دیکھے پس ان کو نہایت درجہ درست پایا حق تعالیٰ جواب لکھنے والے میرے بھائی اور عزیز یکتا شیخ خلیل احمد کو اجر و شکر عطا فرمائے اور ان کی سعادت و جلالت کو دارین میں ابد رکھے اور ان کے ذریعہ سے گمراہ اور حاسدوں کے سروں کو قیامت تک بجاہ سید المرسلین توڑتا رہے آمین لکھا ہے اپنے قلم سے امیدوار کمال نیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی شافعیہ اور شیخ علماء مکہ مکرمہ نے اللہ ان کو اور ان کے دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے

مہر

صورة ما كتبه حضرة الامام الجليل والفاضل النبيل منبع العلوم ومخزن الفهوم محي السنة الغراء ماحي البدعة الظلماء مولانا الشيخ احمد رشيد الحنفي لازال منغمسا في بحار لطفه الجلي والخفي.

تقریظ مسطورہ مقتدائے صاحب کمالات و دانائے الحکمت چشمہ علوم و خزانہ فہوم درخشاں سنت کے زندہ کرنے والے تاریک بدعت کے مٹانے والے مولانا شیخ احمد رشید حنفی حق تعالیٰ کے لطف کے سمندر میں سدا غوطہ زن رہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله عالم الغيب والشهادة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو چھپے اور کھلے

الكبير المتعال والصلوٰة والسلام
على سيدنا ونبينا وحبيبنا ومرشدنا
وهادينا ومولانا واولنا محمد و
صحبه و آله. وبعد فقد تتبعت
هذه الاجوبة المنيفة الشرعية و
المسائل اللطيفة المرعية المعالم
للمفضال انسان عين الافاضل عين
الانسان الكامل صفوة الاماثل بهجة
الاوان قامع الشرك ماحي البدع
مبيد اهل الزيغ والضلال سيف
الله على رقاب المارقة المبتدعة
الضلال المحدث الوحيد والفقيه
الفريد سيدي ومولائي وملاذي حضرة
الحافظ الحاج الشيخ خليل احمد لا
زال ولم يزل مؤيدا من مولانا ذي
الجلال فلله دره من فاضل اديب و
عارف اريب ومتكلم لبيب حيث
تصدى لحماية الشرع الشريف ووقاية
الدين الحنيف وصيانة المذهب
المنيف فاعلى منار الحق ورفع معالم
الهدى وقوى بنيانه وشيد اركانه و

جانے والا بڑا اور بلند و بالا ہے اور درود و سلام
ہمارے سردار نبی اور محبوب و مرشد اور
ہادی و مولا اور سب سے بہتر محمد اور ان کے
صحابہ و اولاد پر۔ میں نے ان لطیف مسائل شرعیہ
کے جوابات عالیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے
شخص کے لکھے ہوئے ہیں جو بہت صاحب
فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی پتلی اور مقصد
کمال انسانی کی آنکھ ہمعصر علماء میں منتخب رونق وقت
کا نمونہ ہیں شرک کے اکھیڑنے والے بدعتوں کے
مٹانے والے کجی و گمراہی والوں کو تباہ کرنے والے
اور بددین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی
تلوار بنے ہوئے ہیں۔ محدث یگانہ اور فقیہ یکتا
یعنی سیدی و مولائی و ملاذی حضرت حافظ حاجی
شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے
ہمیشہ ہمیشہ ان کی تائید ہوتی رہے پس اللہ
ہی کے لیے ہے خوبی ان فاضل ادیب اور
صاحب معرفت عاقل اور ماہر کلام دانا کی کہ
شرع شریف کی حمایت اور دین مبین کی
حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لیے اٹھے
ہوئے اور حق کا منارہ اونچا کر دیا ہدایت کے
نشانات بلند کیے اس کی بنیاد مضبوط کی اس کے ستون

رشح برهانه فما احسن بيانه وما
اطلق لسانه وما أفصح بيانه. فقد
كشف الغطاء وأزال العماء و
ألجم الأعداء وألبسهم ثوب الهوان
والردى وأنار للمسترشدين سبل
الهدى ميز الخبيث من الطيب و
بين الحق والصواب ووافق السنة
والكتاب وأظهر العجب العجاب ان
في ذلك لذكرى لأولي الألباب أزال
ريب المرتابين وفضح تلبيس الملبسين
وفرق جمع المحرفين وشتت شمل
المفسدين وبدد حزب الملحدين و
فتت أكباد المبتدعين وكسر جيش
الضالين وهزم افواج المضلين وأهلك
أعداء الدين وخذل المغترين المبطلين
وأخزى إخوان الشياطين وأبطل
عمل المشركين فقطع دابر القوم الذين
ظلموا والحمد لله رب العالمين.
وكيف لا الا ان حزب الله هم الغالبون
فلله دره ثم لله دره أجاب فأصاب وأجاد
وأصاب جزاه الله عن الاسلام و

محکم کیے اور اس کی دلیل واضح کر دی کتنا عمدہ
بیان اور کتنی صاف زبان اور کیسی فصیح تقریر ہے
کہ ماقبل پردہ اٹھا دیا اور اندھاپن دور کر دیا
دشمنوں کی زبان بند کر دی اور ان کو ذلت و
ہلاکت کے کپڑے پہنا دیے اور طالبانِ ہدایت
کے لیے حق کے راستے روشن کر دیے۔ گندے کو
پاک سے جدا اور درست و صحیح کو ظاہر کر دیا
اور حدیث و قرآن کی موافقت کی اور عجیب
مضامین بیان فرمائے۔ واقعی اس میں اہل عقل
کے لیے پوری نصیحت ہے۔ اہل شک کا شک
زائل کر دیا اور خلط ملط کرنے والوں کی گڑبڑ کھول
دی۔ تحریف کرنے والوں کا گروہ منتشر کر دیا اور فتنہ
پردازوں کا مجمع متفرق اور ملحدوں کی جماعت کو
تباہ کر دیا۔ بدعتیوں کے کلیجے پھاڑ دیے اور گمراہوں
کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنے والوں کو بھگا
کر بھگا دیا دین کے دشمنوں کو ہلاک اور تغیر و تبدیل
کرنے والوں کو خوار کیا۔ شیطان کے بھائیوں کو
ذلیل بنایا اور مشرکوں کے کردار باطل کر دیے۔ پس
ستمگاروں کی جڑ ہی کٹ گئی۔ والحمد للہ رب العالمین کیونکر
نہ ہو اور کیوں نہ ہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی
رہتا ہے۔ پس اللہ کے لیے ہے مولانا کی خوبی

المسلمين افضل الجزاء آمين بجاه
سيد المرسلين والحمد لله اولاً وآخرا
وباطنا وظاهرا وصلى الله على قرة
اعيننا سيدنا محمد خاتم جميع الانبياء
وآله وصحبه ومن تبعهم واهتدى
بهديهم وسلك سبيلهم واتبع
طريقهم وسار على منهجهم الى
يوم الدين آمين آمين آمين آمين
آمين لا ارضى بواحدة حتى اضيف
اليه الف آمينا۔

قال بفمه وكتبه بقلمه الفقير الى
ربه التواب راجي رحمة الله الوهاب
عبده وعابده احمد رشيد خان
نواب اسكن عفى الله عنه وعن والديه
وتجاوز عن سيئاتهم بجاه النبي
الاواب شافع المذنبين يوم الحساب
حرره يوم الخميس التاسع عشر من
شهر ذي الحجة الحرام الذي هو من
شهور السنة ۱۳۲۸ الثامنة والعشرين
بعد الثلثمائة والالف من هجرة من
له العز والشرف عليه افضل الصلوة واكمل السلام واتم التحية آمين!

کو جو جواب دیا درست و صحیح دیا۔ اللہ ان کو ہماری
اور اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے
آمین بجاہ سید المرسلین اور اللہ ہی کو زیبا ہے ہر
قسم کی تعریف اول و آخر اور ظاہر و باطن اور
روز قیامت تک رحمت نازل فرمائے حق تعالیٰ
ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدنا محمد پر جو تمام انبیا
کی ختم ہیں اور ان کی اولاد و صحابہ پر اور ان پر
جو ان کے تابع ہیں اور ان کی روش اختیار کریں
اور ان کی راہ چلیں اور ان کے طریقہ کا اتباع کریں
اور ان کے راستے کو مسلک بناویں۔ آمین آمین
آمین آمین آمین ایک بار آمین کہنے پر راضی نہ ہونگا
یہاں تک کہ ہزار بار آمین کہی جائے۔

کہا اپنی زبان سے اور لکھا قلم سے اپنے
تواب پسند خدا کے محتاج اور بخشش الٰہی کے
رحمت کے امیدوار بندہ احمد رشید خاں نواب
نے کہ اللہ ان کی اور ان کے والدین کی خطاؤں
سے درگزر کرے اور معاف فرمائے بجاہ
شفیع گناہ گاران روز قیامت۔

یوم پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ ہجری

طبع الخاتم

صورة ما كتبه حضرة امام الاتقياء السالكين ومقدام العرفاء العارفين جنيد زمانه واوانه شبلي دهره وزمانه مخدوم الانام منبع الفيوض للخواص والعوام جناب الشيخ محب الدين المهاجر المكي الحنفي لا زال بحر جوده زاخرا وبدر فيضه لامعا

تقریظ مسطورہ جو پیشوائے اتقیا رہنمائے سالکین و مقتدائے فضلاء عارفین جنید زمانہ و شبلی وقت مخدوم الانام چشمہ فیض برائے خواص و عوام جناب شیخ مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی حنفی۔ ان کے سخا کا سمندر موجزن اور فیض ان کا ماہتاب روشن ہے۔

الاجوبة صحيحة

تمام جوابات صحیح ہیں۔

حرره خادم الولی الکامل حضرة الشیخ امداد الله علیه رحمة الله محب الدین مهاجر مکة معظمة۔

لکھا اس کو ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ نے۔

صورة ما كتبه رئيس الاتقياء الصلحين وامام الاولياء العارفين مركز دائرة الفنون العربية وقطب سماء العلوم العقلية جناب الشيخ محمد صديق الافغاني المكي۔

تقریظ جو تحریر فرمائی نیکوکار پرہیزگاروں کے سردار اولیاء اور عارفین کے پیشوا دائرۂ فنون عربیہ کے مرکز اور آسمان علوم عقلیہ کے قطب جناب مولانا شیخ محمد صدیق افغانی نے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي لا يغفر ان يشرك به

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اس اللہ کو جو شرک کو نہ بخشے گا۔

ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء كما
قال تعالى ربكم اعلم بكم ان يشاء
يرحمكم او ان يشاء يعذبكم وما
ارسلناك عليهم وكيلا والذي قال و
من كفر بالله وملئكته وكتبه ورسله
واليوم الاخر فقد ضل ضلالا بعيدا
والصلوة والسلام على من قال من
قال لا اله الا الله دخل الجنة قال
ابوذر يا رسول الله وان زنى وان
سرق قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم وان زنى وان سرق على رغم
انف ابي ذر فلله علم الغيب والشهادة
لذاته من تلقاء ذاته تعالى بذاته ويعلم
من يشاء من تلقاء نفسه واما رسول الله صلى
الله عليه وسلم فهو مخبر لما اوحى اليه
جليا كان او خفيا كما قال الله تعالى
وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي
يوحى الذي كتب مولانا الشيخ خليل
احمد في هذه الرسالة فهو حق صحيح
لا ريب فيه وما ذا بعد الحق الا
الضلال وهو معتقدنا ومعتقد

اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے گا
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا
رب تم کو خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر رحم
فرمائے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور اے
محمد ہم نے تم کو لوگوں پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا اور
فرمایا کہ جس نے کفر کیا اللہ اور اس کے فرشتوں
اور کتابوں اور پیغمبروں اور یوم قیامت کا تو
بیشک وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑا اور درود و سلام
اس ذات پر جس نے ظاہر فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ
کہا وہ جنتی ہوا حضرت ابوذرؓ نے پیش کر عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ زنا اور چوری کرے جواب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ
زنا کرے اگرچہ چوری کرے ابوذرؓ کو ناگوار ہو
تو ہوا کرے اللہ ہی کو علم ہے غائب حاضر کا
کیونکہ علم اس کا ذاتی ہے پس اللہ تعالیٰ عالم ہے
بذاتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے
والے ہیں جو آپ کی طرف اللہ وحی فرماتا ہے خواہ
جلی ہو یا خفی جیسا کہ ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے
اور محمد نہیں بولتے خواہش نفس سے ان کا ارشاد
تو بس وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے جو
کچھ مولانا شیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں

مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
وانا العبد الضعیف محمد صدیق الافغانی المہاجر۔

لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کچھ شک نہیں اور حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا۔
میں ہوں بندہ ضعیف محمد صدیق افغانی مہاجر مکہ مکرمہ

چونکہ جناب شیخ العلما حضرت مفتی سعید بابصیل تمام علما مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً وفضلاً کے سردار اور ان کے امام ہیں لہٰذا ان کی تصدیق و تقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں گو تاہم مزید اطمینان کے واسطے جن بعض علما مکہ مکرمہ کی تصدیقیں بلا جد و جہد حاصل ہوئیں وہ ثبت کر دی گئیں اور اسی وجہ سے اس وقت تنگ میں جو کہ بعد ادائے حج قلیل از روانگی مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وفضلاً جو تصدیقیں جستہ جستہ ملیں انہیں پر اکتفا کیا گیا۔ حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی مخالفت وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور اسی وجہ سے جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ ترتیب کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے اس کی نقل کرا لی گئی تھی۔ سو ہدیۂ ناظرین ہے۔

تقریظ مولٰنا العلامۃ الامام الہمام الفقیہ الزاہد الفاضل الماجد حضرۃ مولٰنا الشیخ محمد عابد بن مفتی المالکیہ ادام اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی وفق من شاء من عبادہ الناصحۃ الاتقیاء لاقتفاء منار الدین یقمع کل منابذ لشریعۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وکل منتم الیہ۔ اما بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کو جس نے اپنے متقی بندوں میں جس کو چاہا دین کا منارہ قائم رکھنے کی توفیق بخشی کہ شریعت محمدیہ کے مخالف اور مجہول ثبت کرنے والے کا قلع قمع کرے۔ اما بعد میں اس تحریر اور جو کچھ ان چھبیس سوالات پر تقریر ہوئی ہے

قد اطلعت بهذا التحرير وعلى جميع
ما وقع على هذه الاسئلة الستة و
العشرين من التقرير فوجدته هو الحق
المبين وكيف لا وهو تقرير عضد
الدين عماد الموحدين الا ان
محمود تفسيره كشف لآيات المتقين
فضيلة الحاج خليل احمد لازال على
معراج الهداية يصعد فليصعد آمين
اللهم آمين!
امر برقمه مفتي المالكية حولا
بمكة المكرمة محمد عابد بن حسين

سب پر مطلع ہوا تو میں نے اس کو کھلا ہوا حق
پایا اور کیوں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو
مسلمانوں کے پناہ کی کہ جن کا عمدہ بیان آیات
یقین کا واضح کرنے والا یعنی بزرگ حاجی
خلیل احمد صاحب ہدایت کی معراج پر سدا
چڑھتے اور صاحب منصب رہیں۔ آمین
آمین الٰہی آمین۔
حکم کیا اس کے لکھنے کا محمد عابد بن حسین
مفتی مالکیہ نے۔

طبع الخاتم

تقریظ الشیخ الاجل والحبر الاکمل حضرۃ مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف برادر مفتی صاحب ممدوح اناراللہ برہانہ۔

الحمد لله على آلائه والصلوة
والسلام على سيد انبيائه سيدنا محمد
وعلى آله الكرام واصحابه الاوتاد
الاعلام. اما بعد فيقول العبد الحقير
المالكي محمد علي بن حسين احمد
الامام والمدرس بالمسجد المكي اني

تمام حمد اللہ کے لئے ہے اس کی نعمتوں پر
اور درود و سلام سردار انبیاء سیدنا محمد اور ان
کی اولاد کرام و اصحاب عظام پر۔
اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر محمد علی بن حسین
مالکی مدرس و امام مسجد حرام کہ علامہ محقق یگانہ
مولوی حاجی حافظ شیخ خلیل احمد نے

وجدت ماحرره العالم العلامة
المحقق الاوحد فضيلة الحاج الحافظ
الشيخ خليل احمد على هذه الاسئلة
الستة والعشرين هو الحق الذي لا يأتيه
الباطل من بين يديه ولا من خلفه
عند جميع المحققين فجزاه الله تعالیٰ
خير الجزاء ووفقنا واياه دائما لصالح
الاعمال الحسنة وحسن الثناء
آمين اللهم آمين!
كتبه الامام المدرس بالمسجد
المكي محمد على ابن حسين المالكي

ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے تمام
محققین کے نزدیک وہی حق ہے کہ باطل
نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے
پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیں اور
ان کو ہمیشہ نیک اعمال اور حسن ثنا کی توفیق
بخشے۔ آمین اللہم آمین:
لکھا محمد علی ابن حسین مالکی مدرس و
امام مسجد مکی نے

طبع الخاتم

خلاصہ تصادیق علماء مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً

حضرت اول امام فقہاء زمانہ مدرسین مدینہ منورہ یگانۂ وقت، مرکز علوم عقلیہ، منبع معارف نقلیہ، قطب فلک تحقیق و تدقیق، شمس سماء الامانت والتصدیق حضرت مولانا سید احمد برزنجی شافعی سابق مفتی آستانۂ نبویہ دامت فیوضہم کے رسالہ کا ملخص ترجمہ مقام سے لکھتے ہیں:

وقد كتب الفاضل العالم	مولانا احمد صاحب نے شروع رسالہ میں یوں
في اول رسالته المسمّٰى بتحقيق الكلام	تحریر فرمایا ہے:
ما نصّه:	
بسم الله الرحمٰن الرحيم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد لله الذي له الكمال المطلق	سب تعریف زیبا ہے اللہ کو جس کے
في ذاته وصفاته المنزه عن الحدوث	لیے اس کی ذات و صفات میں کمال مطلق ثابت
وسماته الحكيم في افعاله الصادق	ہے منزہ ہے حدوث اور اس کی علامات سے
في اقواله عزّ شأنه وتعالى جدّه و	حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں
وجب علينا شكره وحمده والصلوٰة	معزز ہے اس کی ثنا اور عالی ہے اس کی فضیلت
والسلام على سيدنا ومولانا محمدٍ	واجب ہے ہم پر اس کا شکر اور اس کی حمد اور درود و
الذي بعثه الله رحمة للعٰلمين و	سلام ہمارے سردار و مولانا محمد پر جن کو بھیجا اللہ نے
جعل وجوده نعمة عامة للاولين و	دنیا جہاں کے لیے رحمت بنا کر اور ان کا وجود
الآخرين وختم بنبوته ورسالته نبوة	بنایا تمام اگلے پچھلوں کے لیے نعمت اور ختم کیا
الانبياء ورسالة المرسلين وعلى	ان کی نبوت و رسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت
آله واصحابه وكل من تمسك بهديه	اور رسولوں کی رسالت کو اور سلام ان کی اولاد و

الى يوم الدين. أما بعد فقد قدم علينا
بالمدينة المنورة والرحاب النبوية
المطهرة جناب العلامة الفاضل و
المحقق الكامل أحد العلماء
المشهورين بالهند الشيخ خليل أحمد
حين تشرف بزيارة خير الأنام وسيد
الأنام والمرسلين العظام سيدنا رسولنا
محمد عليه أفضل الصلوة والسلام
وقدم إلينا رسالة مشتملة على أجوبة
أسئلة واردة إليه من بعض العلماء
لكشف عن حقيقة مذهبه ومذهب
معتقد مشائخه الفضلاء وطلب
مني أن أنظر في تلك الأجوبة بعين
الإنصاف ومجانبة الإعراض عن
الحق وترك الاعتساف فجمعت ما
في هذه الورقات مما أراه إليه
نظري من التحقيقات مقتبسا لها
من مشكوة أئمة الدين المتمسكين
في التمسك بحبل الله المتين إجابة
لمطلوبه وتلبية لمرغوبه وسميته كما أن
التنقيح والتقويم لمزج الأوهام

اصحاب اور تمام ان لوگوں پر جو ان کے طریقہ
پر چلیں قیامت کے دن تک۔ اما بعد جب ہمارے
پاس تشریف لائے مدینہ منورہ اور آستانہ نبویہ
میں جناب علامہ فاضل اور محقق کامل ہند کے
مشہور علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد
صاحب بہترین خلق سید الانام و مرسلین ہمارے آقا
مولانا محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی
زیارت سے مشرف ہونے کے وقت اور ایک
رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے
جوابات تھے جو ان کے مذہب اور عقائد اور
ان کے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی
حقیقت و ماہیت ظاہر کرنے کے لیے ان کی
جانب کسی عالم کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور
شیخ ممدوح مجھ سے اس امر کے خواہاں ہوئے کہ
میں ان جوابات میں نظر کروں چشم انصاف سے
اور حق سے انحراف کرنے سے بچ کر اور زیادتی
چھوڑ کر پس میں نے ان کی خواہش کے موافق
اور آرزو پوری کرنے کو ان اوراق میں جہاں
تک میری نظر پہنچی وہ تحقیقات جمع کر دی ہیں
کہ ان کے پیشوایان دین کے چراغدان سے اخذ
کیا ہے جن کا اقتدا کیا جاتا ہے۔ اللہ کی مضبوط

یجب لكلام الله القدیم وسبب تسمیتی له بهذا الاسم ان الكلام علی الاجوبة التی اجابها عن تلك الاسئلة وان كان متنوعاً متعلقاً باحكام شتی من الفروع والاصول اهمها ما یتعلق بوجوب الصدق فی كلام الله تعالی النفسی واللفظی و لهذه الاهمیة قدمت الكلام علی هذا البحث علی الكلام علی غیره من تلك الاجوبة بالله المستعان و منه التوفیق وعلیه التكلان۔

رہی کے مضبوط قلعے ہیں اور میں نے اس کا نام
کمال التحقیق والتقویم لتصحیح الاتہام عما یجب
لکلام اللہ القدیم رکھا اور اس رسالہ کے یہ نام رکھنے
کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات
دیے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع و اصول کے
مختلف احکامات کے متعلق ہیں مگر سب سے زیادہ
اہم وہ مسئلہ ہے جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی و لفظی
میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور
اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے اس بحث کو مقدم کر
دوسرے جوابوں پر مقدم اور اللہ ہی سے مدد چاہی
جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے اس کے بعد کلام
لفظی و نفسی کی تحقیق اور اس میں صدق و کذب
کی تشریح اور علماء مذہب کی تنقیح و اختلاف نقل کر کے

وقال فی وسط رسالته الشریفة فی آخر البحث الاول ما نصه وبعد اطلاعك علی هذا البیان الشافی وادراكه بالفهم السلیم الكافی تعلم ان ما ذكره الفاضل الشیخ خلیل احمد فی جواب الثالث و العشرین والرابع والعشرین الخامس والعشرین كلام معروف فی كثیر من

اور اپنے رسالہ شریفہ کے وسط میں
پہلی بحث کے آخر میں یوں تحریر فرماتے ہیں :-
اور جب اے مخاطب تو اس شافی بیان
پر مطلع ہو گیا اور اس کو فہم سلیم کے ذریعہ سے اس کو
سمجھ لیا تو معلوم کرے گا کہ جو کچھ فاضل شیخ
خلیل احمد نے تئیس و چوبیس و پچیس کی سوال
کے جواب میں ذکر کیا ہے تو وہ بعینہ وہ تحقیق ہے
معتبر اہلسنت متاخرین علماء کلام کی متداول کتابیں

الكتب المعتبرة المتداولة لعلماء الكلام
المتأخرين كالمواقف والمقاصد و
شروح التجريد والمسايرة وغيرها و
محصل تلك الأجوبة التي ذكرها
الشيخ خليل احمد موافقة علماء
الكلام المذكورين في مقدورية خلف
الوعد والوعيد والخبر الصادق لله
تعالى في الكلام اللفظي المستلزمة
للامكان الذاتي في ذلك عندهم مع
الجزم والقطع بعدم وقوعها وهذا
القدر لا يوجب كفرا ولا عنادا و
لا بدعة في الدين ولا فسادا كيف
وقد علمت موافقة كلام العلماء الذين
ذكرناهم عليه كما رأيته في كلام
المواقف وشرحه الذي نقلناه قريبا
فالشيخ خليل احمد لم يخرج عن
دائرة كلامهم لكني أقول مع هذا
نصيحة له ولسائر علماء الهند انه
ينبغي لهم عدم الخوض في هذه
المسائل الغامضة واحكامها
الدقيقة التي لا يفهمها الا الراسخ

میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید و مسایرہ وغیرہ
کے شروحات میں ہے اور خلاصہ ان جوابات کا جن
کو شیخ خلیل احمد نے ذکر کیا ہے متکلمین علماء
کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلام لفظی
میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا
خلاف کرنا حق تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے
جو ان کے نزدیک امکان ذاتی کو مستلزم ہے
مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف
کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اتنا کہنے سے نہ کفر لازم
آتا ہے نہ عناد اور نہ دین میں بدعت اور فساد
اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کر چکا
کہ یہ مذہب بالکل موافق ہے علماء کے جن کا ذکر
ہم اوپر کر چکے ہیں چنانچہ تو موافقت اس کی
شرح وغیرہ کی عبارتوں میں کہ ہم نے ابھی نقل
کیا ہے دیکھ چکا ہے پس شیخ خلیل احمد
حضرات علماء کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں لیکن
باوجود اس کے میں ان سے اور نیز تمام علماء
ہند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء
کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان
دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں جن کو عوام تو
کیا سمجھیں گے بڑے علماء میں سے بھی پختہ

بعد الواحد من فحول العلماء المحققين
فضلاً عن غيرهم فضلاً عن عوام المسلمين
لانهم اذا قالوا ان مقدورية مخالفة
الوعيد والخبر الالهي لله تعالى مستلزمة
لامكان الكذب في الكلام اللفظي المنسوب
اليه تعالى بالذات لا بالوقوع واشاعوا
ذلك بين عامة الناس تبادرت اذهانهم
الى انهم قائلون بجواز الكذب في كلام
الله تعالى فحينئذ يكون شأن اولئك
العامة متردداً بين الامرين الاول
يتلقوا ذلك بالقبول على الوجه الذي
فهموه فيقعوا في الكفر والالحاد الثاني
او لا يتلقوه بالقبول وينكروه غاية
الانكار ويشنعوا على قائليه غاية التشنيع
وينسبوهم الى الكفر والالحاد وكلا
الامرين فساد في الدين عظيم فلاجل
ذلك يجب عليهم عدم الخوض في هذه
المسائل الا عند الاضطرار الشديد
مع توجيه الخطاب الى ذي قلب يلقى
السمع وهو شهيد وقد وفقنا الله
بهدايته وارشاده لسلوك السبيل

ایک دو شخص بالخصوص عالم کے دوسرے عالم بھی
نہیں سمجھ سکتے. اس لیے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ
کی وعید اور خبر الٰہی کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ
کی قدرت میں داخل ہے اور واقعی اس سے لازم
آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی طرف منسوب ہے
کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو
پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فوراً
اس طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں
کذب کے جواز کے قائل ہیں پس اس وقت ان عوام
کی حالت ان دو امر میں متردد ہوگی کہ یا تو جیسا کچھ
ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے ان میں کے
پس کفر و الحاد میں گر پڑیں گے اور یا یہ کہ اس کو
قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کریں گے اور
اس کے قائل پر طعن و تشنیع کریں گے اور ان کو کفر والحاد
کی طرف نسبت کریں گے اور یہ دونوں باتیں دین
میں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب
ہے کہ ان مسائل میں خوض نہ کریں ہاں اگر کوئی
سخت ضرورت ہی پیش آ جائے تو مجبوری ہے
کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر مطلب کہا جائے جو
صاحب دل ہو کر توجہ کان لگا کر سنے اور ہم کو
اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے اپنی ہدایت اور

التي فيها التخلص من الوقوع في هذه الخطر العظيم بالوجه الصحيح المستقيم والحمد لله رب العلمين.

ہدایت سے اس راستہ پر چلنے کی جس پر ایسی بھیانک خطرے میں واقع ہونے سے نجات ہے صحیح و مستقیم صورت سے اور اللہ کا شکر ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا۔

وقال في اختتام رسالته الشريفة ما نصّه -

اور فرمایا اپنے رسالہ شریفہ کے آخر میں جس کی عبارت یہ ہے:

وإذا وصل بنا الكلام إلى هذا المقام فنقول قولاً عاماً لا شاملاً لجميع هذه الرسالة المشتملة على ستة وعشرين جواباً التي قدمها إلينا العلامة الفاضل الشيخ خليل أحمد للنظر فيها وتأمل ما فيها من الأحكام أنا لم نجد فيها قولاً يوجب الكفر والابتداع ولا ما ينتقد عليه انتقاداً ما الا هذه المواضع الثلاثة التي ذكرناها وليس فيها ما يوجب الكفر والابتداع أيضاً كما علمت ذلك من كلامنا فيها ومن المعلوم أنه لا يسلم كل عالم ألف كتاباً من العثرات في بعض المواضع من كلامه فقد ما قيل من ألف فقد استهدف وقال الإمام

اور جب اس مقام تک تقریر پہنچ گئی تو اب ایک قول عام بیان کرتے ہیں جو اس تمام رسالہ کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جن کو علامہ فاضل شیخ خلیل احمد نے اس میں نظر کرنے اور اس کے احکامات میں غور کرنے کے لیے ہمارے سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایک بات بھی ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازم آئے بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس پر کوئی باریک بینی اور کسی انتقاد کی گنجائش ہو اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب تصنیف کرے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش کھا جانے سے سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے قدیم سے کہ جو مؤلف بنا وہ نشانہ بنا اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مالك رضي الله تعالى عنه ما منّا إلا رادّ ومردود عليه إلا صاحب هذا القبر الكريم يعني قبره صلى الله عليه وسلم. وحسبي الله وكفى والحمد لله رب العالمين. ثم جمعها وكتابتها في اليوم الثاني من شهر ربيع الأول عام ألف وثلاثمائة وتسع وعشرين من الهجرة النبوية على صاحبها أفضل الصلوة وأزكى التحية.

فرمایا ہے کہ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے دوسرے پر رد نہ کیا ہو یا جس پر رد نہ ہوا ہو، بجز اس بزرگ قبر والے یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کو اللہ کافی و وافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے تمام عالم کا

ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب و کتابت دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کو۔

شیخ ممدوح کے اس رسالہ پر جو جو بہت علمائے طیبہ طبع ہو چکا ہے اور اس مختصر رسالہ میں جس کا مقصود جواب مذکورہ پر تقریظ و تنقید کرنے والے اصحاب کی عبارت و مواہیر کا نقل کرنا ہے اس رسالہ کے اول و آخر و وسط تین مقامات لکھ لیے گئے ہیں منصلہ ذیل علماء کی مہریں ثبت ہیں:-

المدرس بمدرسة الشفا	المدرس في الحرم النبوي البخاري الحنفي	خادم العلم بالحرم النبوي
۱۳۲۲ موسى عيسى	۱۳۲۶ ملا عثمان خان	راجي فيض الكريم ۱۳۰۵ خليل بن ابراهيم
شيخ المالكية بحرم خير البرية	خادم العلم بالمسجد الشريف النبوي	خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
السيد احمد الجزائري	عمر بن حمدان المحرسي	محمد العزيز الوزير التونسي
خادم العلم بالمسجد النبوي	محمد زكي البرزنجي	محمد السوسي الخياري

من مشاهير علماء العرب

أحمد بن المأمون البلغيثي ١٣٢٨

خادم العلم الشريف في دمشق الشام
خطيب جامع السروجي

محمد توفيق

خادم العلم والمدرس في باب السلام

موسى كاظم بن محمد

خادم العلم بالحرم الشريف

أحمد بن محمد خير المالكي العباسي

خادم العلم الشريف في مدينة النبي صلى الله عليه وسلم

ابن نعمان ١٣٢١ محمد منصور

خادم العلم بالحرم الشريف النبوي

معصوم ١٣٢ أحمد مستقل

من علماء العرب

عبد القادر بن محمد بن سودة المري الفاسي

الفقير إليه عز شأنه أحمد بن [illegible] الشهير بالرداد
البلشة

يسين عزيمة ١٣٢٦

المدرس بالحرم الشريف النبوي

ملا عبد الرحمن

خادم العلم بالحرم الشريف النبوي

محمود عبد الجواد

خادم العلم بالحرم الشريف النبوي

أحمد بساطي

خادم العلم بالحرم الشريف النبوي

محمد حسن سندي

خادم العلم بالحرم الشريف النبوي

أحمد بن أحمد أسعد

الفقير إلى الله حسن خادم العلم بالحرم النبوي

عبد الله ١٣٢٨

خادم العلم بالحرم الشريف النبوي

محمد بن عمر العفالق

صورة ما كتبه على أصل الرسالة حضرة شيخ العلماء الكرام وسند الأصفياء العظام محيي السنة الغراء وعضد الملة البيضاء رئيس السادة العظام ومقدام الفضلاء الفخام جناب الشيخ أحمد بن محمد خير الشنقيطي المالكي المدني لا زالت بحار فيضه زاخرة آمين -

نقل تقریظ جس کو اصل رسالہ اجوبہ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علماء کرام امداد سند اصفیاء عظام روشن سنت کے زندہ کرنے والے اور شقاوت ملت سے بازو سرداران باعظمت کے مقتدا اور جلالت مآب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی نے سدا ان کے فیضان کے سمندر موجزن رہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمستحقه والصلوٰة و
السلام على أفضل خلقه أما بعد فلما
اطلعت على رسالة الاستاذ المحقق
والحبر المدقق الشيخ خليل احمد
لا زال مشمولا بتوفيق الملك الصمد
وملحوظا بعناية الواحد الاحد وجدت
ما فيها موافقا لمذهب اهل السنة
كله ولم يبق للمتكلم مجال الا في
مسئلة القيام عند ذكر مولده الشريف
والاحوال التي تعرض لذلك ولكن
كما اشار اليه الشيخ بل صرح بعضه
ان المولد الشريف ان كان سالما عما
يعرض له من المنكرات فهو امر
مستحب محمود شرعا كما هو المعروف
عند اكابر العلماء جيلا بعد جيل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اس ذات کو جو اس کا مستحق ہے اور درود و
سلام بہترین مخلوق پر اس کے بعد واضح ہو کہ میں
نے صاحب تحقیق استاذ اور صاحب تدقیق
علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کا مطالعہ کیا
بے نیاز شاہنشاہ کی توفیق سدا ان کے شامل
حال رہے اور یکتا و یگانہ خدا کی عنایت ان پر
قائم رہے جو کچھ اس میں ہے بالکل مذہب اہل سنت
کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گفتگو کی گنجائش
نہ پائی بجز ذکر مولود شریف کے وقت کھڑا ہونا
اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا گیا ہے اور
حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اس کی طرف اشارہ
کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کر دی ہے کہ مولود شریف
اگر منہیات شرعیہ باتوں سے سالم ہو تو فعل
مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے جیسا کہ مشہور ہے
اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے اور اگلا آ رہا

وقوعا بعد قرن ان لم يسلم من
المنكرات كما ذكره الاستاذ انه
يقع في الهند مثلا واما في غير الهند
بالنادر وقوعه بل لا نسمع بشيء منه
ذكرنا انه يقع في الهند واقع في غيره
فيمنع من جهة ما عرض له والحاصل
ان العلة تدور مع المعلول وجودا او
عدما فحيث وجد المنكر لزم ترك
الوسيلة اليه وحيث عدم استحب
اظهار ما هو من شعائر المسلمين و
في مسئلة السوال الثاني والعشرين
ان من اعتقد قدوم روحه الشريف
من عالم الارواح الى عالم الشهادة
ثم اما قدوم روحه عليه الصلوة و
السلام في بعض الاحيان لبعض
الخواص امر غير مستبعد ومعتقد
هذا القدر لا يعد مخطئا لكونه امرا
ممكنا فهو صلى الله عليه وسلم حي في
قبره الشريف يتصرف في الكون باذن
الله تعالى كيف شاء لكن لا بمعنى كونه
صلى الله عليه وسلم مالكا للنفع والضرر

منکرات سے سالم نہ ہو جیسا کہ استاذ نے ذکر کیا
ہے کہ ہند میں مثلاً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے
علاوہ دوسری جگہ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہوگا بلکہ
وہ باتیں جن کا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہے
دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتے بھی نہیں سنا تو
اس پیش آ جانے والی وجہ سے اس محفل مولد
سے ضرور منع کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ
وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں
مولود میں کوئی امر نامشروع پایا جائیگا۔ وہاں
اس شئی کا چھوڑنا بھی ضرور ہوگا جو اس نامشروع
کا وسیلہ ہے اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو تو اس
اس ذکر کا جو مسلمانوں کا شعار ہے ظاہر کرنا
مستحب ہے۔ مسئلہ بائیسویں سوال کا یہ ہے کہ جو شخص
معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح
مبارک کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لانے
کا الخ پس بعض خواص میں سے کسی بزرگ کے لیے کسی
خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ بعید
نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ
رکھنے والا بھی غلطی میں نہیں سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن

يضل الإنسان فيه وإن زينه
الشيطان حيث كان دائرًا بين
الأشاعرة والماتريدية فهو على
ملة الحق قال في الواضح المبين و
اعلم بأن الملة المرضية هي التي
عليها الأشعرية والماتريدية إذ
هي التي أتى بها أحمد هادي الأمة
ومن يحد عنها يكن مبتدعًا فنعم
من كان لها متبعًا۔

كتبه خادم العلم بالحرم النبوي
أحمد بن محمد خير الشنقيطي
عفى الله عنه۔

أحمد
ابن محمد
الشنقيطي

میں تو اس میں بہلائے کہ کوئی شخص گمراہ ہو سکتا ہے
نہیں ہرگز نہیں نہ وہ ضلال ہے اور نہ اضلال،
البتہ یہ وہ مسئلہ جبر کے خلاف ہے اہل سنت کا جو
جو جبریوں کی طرح ہلاک ہے اگر انسان اس میں
خوض کرے اگرچہ شیطان اس کو آراستہ بنا دے
پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان
دائر ہے تو مذہب حق پر اچھا ہے واضح مبین میں
مذکور ہے کہ جان لے کہ ملت پسندیدہ طریقہ
وہی ہے جس پر اشعریہ اور ماتریدیہ ہوں جو کہ وہی
ہے جس کو لائے ہیں ہادی امت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
امت جو اس سے علیحدہ ہو وہ بدعتی ہے
پس کیا اچھا ہے وہ شخص جو طریقہ مذکورہ کا متبع ہو

لکھا حرم نبوی میں علم کے خادم
احمد بن محمد خیر شنقیطی عفی اللہ عنہ نے

مہر

خلاصة التصديقات لسادة العلماء بمصر الجامع الازهر

صورة ما كتبه حضرة امام الفضلاء الكاملين ومقدام الفقهاء العارفين سند العلماء المتقين وسيد الحكماء المتقنين حجة الله على العلمين ظل الله على المؤمنين نور الاسلام والمسلمين مخزن حكم رب العلمين حضرة الشيخ سليم البشري شيخ العلماء بالجامع الازهر الشريف متع الله المسلمين بطول بقائه آمين !

نقل تقریظ کی جو تحریر فرمائی فضلاء کاملین کے امام اور فقہاء عارفین کے پیشوا اور علماء متقین کے مستند اور حکماء متقنین کے سردار اہل دنیا پر اللہ کی حجت اور مومنین پر سایہ خدا وندی اسلام اور مسلمانوں کے نور اور رب العالمین کے حکموں کے مخزن حضرت شیخ سلیم بشری جامع ازہر شریف کے شیخ العلماء نے جو دیا بہ فرمائے اللہ مسلمانوں کو ان کی بقاء طویل فرما کر آمین !

الحمد لله وحده - والصلوة والسلام علی من لا نبي بعده - اما بعد فقد اطلعت علی هذه الرسالة الجليلة فوجدتها مشتملة علی العقائد الصحيحة وهی عقائد اهل السنة والجماعة

سب تعریف اللہ عزوجل کے لیے اور درود و سلام اس ذات پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں بس اس باعظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس کو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا اور یہی عقائد ہیں اہل السنۃ والجماعت کے البتہ جناب رسول خدا

غير ان انكار الوقوف عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم والتشنيع على فاعل ذلك بتشبيه بالمجوس او بالروافض ليس على ما ينبغي لان كثيرا من الائمة استحسن الوقوف المذكور بقصد الاجلال والتعظيم للنبي صلى الله عليه وسلم وذلك امر لا محذور فيه والله اعلم

شيخ الجامع الازهر

سليم البشري

كتبه سليمان العبد بالازهر

كتبه محمد ابراهيم القاياتي بالازهر

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دے کر تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکور کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت عظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن کہا ہے اور یہ ایسا امر ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں

سلیم بشری شیخ الجامع الازہر (مہر)

لکھا اس کو محمد ابراہیم القایاتی نے ازہر میں (مہر)

لکھا اس کو سلیمان عبد نے ازہر میں (مہر)

خلاصة التصديقات لسادة العلماء بدمشق الشام

خلاصۂ تصدیقاتِ علمائے دمشق الشام

صورة ما كتبه النحرير الفاضل والعلامة الكامل شمس العلماء الشاميين وبدر الفضلاء الحنفيين مفخر الفقهاء و المحدثين ملاذ الادباء والمفسرين جامع الفضائل كابرا عن كابر حضرة مولانا السيد محمد ابو الخير الشهير بابن عابدين بن العلامة احمد بن عبد الغنى بن عمر عابدين الحسينى النقشبندى الدمشقى متع الله المسلمين بطول بقائه آمين - وهو من احفاد العلامة ابن عابدين صاحب الفتاوى الشامية رحمة الله تعالى -

نقل تقریظ جو تحریر فرمائی، فاضل نحریر علامہ کامل علمائے شام کے آفتاب اور فضلاء احناف کے ماہتاب فقہا و محدثین کے مایۂ فخر ادبا و مفسرین کے پشت پناہ جامع فضائل آبا و اجداد سے، حضرت مولانا سید محمد ابو الخیر معروف بہ ابن عابدین خلف علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی، اللہ ان کی درازی عمر سے مسلمانوں کو متمتع فرمائے اور وہ نواسے ہیں علامہ ابن عابدین کے جو مصنف تھے فتاویٰ شامی کے، رحمۃ اللہ علیہ!

بسم الله الرحمٰن الرحيم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد لله وسلام على عباده الذين	سب تعریف اللہ کو اور سلام اس کے برگزیدہ

مصطفىٰ أما بعد فقد أطلعني المولى
الفاضل المكرم المحترم على هذه
الرسالة فوجدتها مشتملة على التحقيق
الذي هو بالقبول حقيق ولعمري أن
مؤلفها حفظه الله بالعجب العجاب
ما هو معتقد أهل السنة والجماعة
بلا ارتياب مما يدل على فضله وسعة
اطلاعه فلا زال كشافا للمشكلات
حلالا للمعضلات جزاه الله الجزاء
الأوفى في هذه الدنيا وفي الأخرى
حرره عجل الفقير إليه تعالى خادم
العلماء أبو الخير محمد بن العلامة أحمد
بن عبد الغني ابن عمر عابدين الحسيني
نسبا الدمشقي بلدا عفا الله عنه
وكرمه.

أبو الخير
محمد
عابدين

بندہ ایں پر مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ
مجھے دکھایا ہے میں نے اس کو مشتمل پایا اس
تحقیق پر جو قبول کرنے کے قابل ہے اور
اس کے مؤلف نے حق تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے
عجیب عجیب لکھی جو بلا شک اہل السنۃ و
الجماعت کا عقیدہ ہے اور جو دلالت کر
رہا ہے مصنف کے وسعت معلومات پر
پس وہ ہمیشہ مشکلوں کے کھولنے والے رہیں
اور دشواریوں کے حل کرنے والے اللہ ان
کو پوری جزا عطا فرماتے اس دنیا میں
اور آخرت میں۔ عجلت میں لکھا محتاج رب
خادم العلماء ابو الخیر محمد بن علامہ احمد بن عبد الغنی
ابن عمر عابدین نے جو ہوئے نسب حسینی ہیں
اور وطن دمشقی اللہ اپنے لطف و کرم سے
ان کو بخشے۔

مہر

صورة ما كتبه الفاضل الجليل الإمام النبيل رئيس الفضلاء
وسند الكملاء محقق عصره ومدقق دهره وحيد الزمان صفي الدوران
جناب الشيخ مصطفى بن أحمد الشطي الحنبلي لا زال مغمورا في
رضوان الملك العلام آمين

نقل تقریظ جس کو تحریر فرمایا جلیل الشان فاضل سرآمد فضلاء سند کملاء امام حنابلہ
محقق وقت مدقق زمانہ یکتائے زمان برگزیدۂ دوران جناب شیخ مصطفیٰ بن احمد
شطی حنبلی نے سدا شاہنشاہ علام کی رضا میں غرق رہیں ۔ آمین!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الاول بلا بدایۃ والآخر
بلا نہایۃ فسبحانہ من الٰہ تفضل علیٰ
ھذہ الامۃ المحمدیۃ بفضائل لا
تحصیٰ وخصہم بخصائص لا تستقصیٰ
وقد جعل منہم علماء ونبلاء و
فضلاء وانار قلوبہم بنور معرفتہ
وجعل منہم اولیاء وورثۃ لخاتم
الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام ولسائر
الانبیاء وان ممن یرجیٰ انہم یکون
منہم الشیخ حضرۃ العالم الفاضل و
النبیہ الاریب الکامل مؤلف ھذہ
الرسالۃ المشتملۃ علیٰ مسائل شرعیۃ
وابحاث شرعیۃ علمیۃ تشیر للرد علیٰ
فرقۃ الوہابیۃ فی بعض مسائل علیٰ
مذہب السادۃ الحنفیۃ والرد انشاء
اللہ فی محلہ فجزاہ اللہ تعالیٰ ھذا المؤلف
عن سعیہ خیرا وقابلہ باحسانہ و

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو اول ہے
بلا ابتدا کے اور آخر ہے بلا انتہا کے پس
پاک ہے وہ معبود جس نے فضیلت بخشی اس
امت محمدیہ کو بے شمار فضائل سے اور خاص
فرمایا لاانتہا خصوصیتوں سے خصوصاً اس
نعمت سے ان میں علماء کملاء اور فضلاء اور
ان کے دلوں کو روشن فرمایا اپنی معرفت
کے نور سے اور بنائے ان میں اولیاء اور
خاتم الرسل علیہ وعلیٰ سائر الانبیاء الصلوٰۃ
والسلام کے وارث اور امید کی جاتی ہے
کہ انھیں خاصان خدا میں سے عالم فاضل
فہیم عقلمند کامل اس رسالہ کے مؤلف بھی ہیں
جو چند شرعی مسئلوں اور شریف علمی بحثوں
پر مشتمل ہے۔ وہابی فرقہ کی تردید کے لئے
علماء حنفی کے مذہب کے موافق بعض
مسائل میں اور یہ رد ان شاء اللہ اپنے موقع
پر ہے پس اللہ بہتر جزا دے ان مؤلف کو

سيما ما صابته في افئدة من زاغ
عن الحق وفرقه والصلوٰة والسلام
على من هو الوسيلة العظمى لنيل كل
فضيلة والغاية القصوى لوصول
المراتب الجليلة وعلى آله واصحابه
واتباعه واحزابه لاسيما من ذب
عن الدين المحمدي كل جهول وغالي
معتدي اما بعد فاني وقفت على هذا
المؤلف الجليل فوجدته سفرا حافلا
لكل دقيق وجليل من الرد على
الفرقة المبتدعة الوهابية اكثر الله
فالى من امثال مؤلفه ولعانه بعناية
الربانية كيف لا والكلام من هذا
الموضع من اهم ما يعتنى به في الاصول
والفروع فجزا الله مولفه العالم
الفاضل والانسان الكامل افضل
ما جزى عاملا على عمله وسقاه
الله من الرحيق عله ونهله ونرجو
منه الدعاء بحسن الخاتمة والتوفيق
لما فيه النجاة في الآخرة - كتبه الفقير
الى الله تعالى

محمود بن رشيد العطار

اور توفیق بخشی اس انہیں کے کلام کو بنا دیا تیر
پہنچنے والا ان کے دلوں میں جو حق سے پھر گئے
اور عطیہ ہے اور درود و سلام اس ذات پر
جو بڑا وسیلہ ہے ہر فضیلت کے حاصل کرنے
کو اور منتہا ہے رسائی ہے مراتب جلیلہ تک
پہنچنے کو اور ان کی اولاد و اصحاب اور
تابعین و جماعت پر خصوصاً ان پر جنہوں نے
دین محمدی سے ہر جاہل و غالی مفتری کو دفع
کیا اما بعد پس میں مطلع ہوا اس تالیف
جلیل پر پس پایا اس کو جامع ہر باریک و
با عظمت مضمون کا جس میں رد ہے بدعتی
وہابیوں کے گروہ پر مؤلف جیسے علماء کو
حق تعالیٰ زیادہ کرے اور ان کی مدد فرمائے
عنایت ربانیہ سے کیوں نہ ہو اس مضمون میں
گفتگو کرنا اصول و فروع کے قابل توجہ مسائل
میں اہم ضروری ہے پس اللہ جزا دے اس
کے مؤلف کو جو عالم فاضل انسان کامل ہیں
بہترین جزا جو عمل کرنے والا کو اس کے عمل پر ملا کرتی
ہے اور ان کو شراب جنت سے سیراب کرے
بار بار اور ہم امید وار ہیں ان سے دعا حسن خاتمہ کی
اور ان اعمال کی توفیق کہ جس میں نجات اخروی حاصل ہو
لکھا اس کو فقیر محمود بن رشید عطار نے۔

صورة ما كتبه النحرير العلام رئيس الفضلاء الاعلام
حضرة الشيخ محمد البوشي الحموي تغمده الله بكرمه البهي.

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين القائل كنتم
خير امة اخرجت للناس تأمرون
بالمعروف وتنهون عن المنكر و
الصلوٰة والسلام على اشرف خلقه و
خاصته من انبيائه القائل لا تزال
طائفة من امتى ظاهرين حتى يأتيهم
امر الله وهم ظاهرون وعلى اٰله و
اصحابه القائمين بنصرة الدين في
الحرب والسلم وسلم تسليما كثيرا
الى يوم الدين ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ هديتنا وهب لنا من
لدنك رحمة انك انت الوهاب
اما بعد فاقول قد اطلعت على هذه
الاسئلة واجوبتها للعلامة الفاضل
والجهبذ الكامل فريد عصره ووحيد
الهمام القمقام شيخى واستاذى وعمدتى
وملاذى مولانا الدهلوى الشهير
بخليل احمد فوجدتها كلها على المراد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ رب العلمین کو جس نے
ارشاد فرمایا کہ (اے اصحاب محمد) تم سب سے
بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو حکم
کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور
درود و سلام بہترین مخلوقات اور برگزیدہ نبیوں
پر جس کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت
میں سے غالب رہے گا یہاں تک کہ قیامت
آجائے گی اور وہ غالب ہی ہوں گے اور ان کی
کی اولاد و اصحاب پر جو دین کی مدد پر قائم ہے
جنگ و صلح میں اور سلام نازل ہو بکثرت روز
قیامت تک اے ہمارے رب کج نہ فرما ہمارے
دلوں کو اس کے بعد کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور
عطا فرما ہم کو اپنے پاس سے رحمت بیشک تو
بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد
میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات پر مطلع ہوا جن
کو تحریر فرمایا ہے زبردست عالم صاحب فضل
اور سردار کامل یکتائے زمانہ اور یگانہ وقت شجاع
بحر بے پایاں میرے شیخ اور میرے استاذ اور معتمد اور

الاعظم من اهل السنة والجماعة
ولنا عليه مشائخنا الاعلام والسادة
العظام سقى الله روحهم صوب الرحمة
والغفران تجزى الله ذلك الفاضل
عن السنة خير الجزاء والسلام قاله
بفمه ونطقه بلسانه ورقمه ببنانه
الفقير الحقير ذو العجز والتقصير محمد
البوشى الحموى الازهرى المدرس و
الامام فى الجامع الشهير بجامع المدنى
بحماة الشام ـ

پشت و پناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے
پس میں نے پایا ان کو اس کے موافق جس پر ہیں
گروہ یعنی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور اس کے
مطابق جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران
عظام ہیں حق تعالیٰ ان کی ارواح کو رحمت و مغفرت
کی بارش سے سیراب کرے پس اللہ جزا دے ان
فاضل مولف کو سنت کی طرف سے بہتر جزاء ۔
والسلام کہا اپنے دہن سے اور ظاہر کیا زبان سے
اور لکھا قلم سے فقیر حقیر محمد بوشی حموی ازہری
مدرس و امام جامع مدنی واقع شہر حماۃ ملک شام نے

صورة ما كتبه الامام الاجل والهمام الاكمل حضرة الشيخ محمد سعيد الحموى غطاه الله بلطفه الخفى والجلى ـ

الحمد لله الواحد فلا يجحد الجاحد
الذى فى سرمديته توحد الفرد
الذى فى ربوبيته تفرد والصلوة
والسلام على سيدنا محمد المجتبى و
على آله واصحابه الذين جاهدوا مع
من تمرد اما بعد فانى لما سرحت
نظرى فى الرسالة المشيرة للعالم
الفاضل والامام الكامل مولانا

سب تعریف اللہ احد کو جس کا انکار نہیں ہو
سکتا یکتا کہ اپنی بقا میں یگانہ ہے فرد کہ اپنی
ربوبیت میں لا شریک ہے اور درود و سلام
سیدنا محمد مجتبیٰ پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر
جنھوں نے جہاد کیا ہر اس شخص سے جس نے
شرارت کی ۔ اما بعد میں نے جب نظر ڈالی
اس رسالہ میں جو منسوب ہے عالم فاضل امام
کامل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف

خليل احمد وجدتها مطابقة لاعتقادنا واعتقاد مشايخنا فالله يجزيه الجزاء الاوفى ويحشرنا واياه تحت لواء المصطفى آمين۔

تو اس کو پایا مطابق اپنے اعتقاد اور اپنے مشائخ کے اعتقاد کے۔ پس اللہ جزا دے ان کو پوری جزا اور ہم کو اور ان کو جمع فرمائے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آمین!

صورة ما كتبه البارع النبيل الفاضل الجليل صاحب الكمال حضرة الشيخ على بن محمد الدلال الحموى لازال معمورا بالافضال

الحمد لله الذى وقانا من الاهواء والبدع والضلالات - ووفقنا لاتباع سيدنا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم صاحب المعجزات الباهرة وثبتنا على ما كان عليه هو واصحابه الكرام (اما بعد) فانى لم اعثر فى هذه الرسالة المنسوبة للعلامة الفاضل مولانا خليل احمد الا على ما يوافق اعتقادنا واعتقاد مشايخنا رحمهم الله تعالى من معتقدات اهل السنة والجماعة جزاه الله تعالى خير الجزاء وحشرنا واياه معهم فى زمرة سيد الانبياء والحمد لله رب العالمين

سب تعریف اللہ کے لیے جس نے ہم کو محفوظ رکھا برے نفسانی و بدعات اور گمراہیوں سے اور ہم کو توفیق بخشی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی جو روشن معجزوں والے ہیں اور ہم کو ثابت قدم رکھا اس طریقہ پر جس پر آپ اور آپ کے صحابہ تھے۔ اما بعد میں نے کوئی بات اس رسالہ میں جو منسوب ہے علامہ فاضل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف ایسی نہیں پائی جو موافق نہ ہو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدوں میں ہمارے اعتقاد اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد کے پس اللہ ان کو جزا دے اور ہم کو اور ان کو اہل السنت والجماعت کے ساتھ سید الانبیاء کے زمرہ میں محشور فرمائے والحمد للہ رب العٰلمین

الحوراني المدرس في جامع السلطانية بحماة

السید عبد القادر بن ... حورانی مدرس جامع مسجد سلطانیہ حما، ملک شام

مہر

صورة ما كتبه صاحب الفضل الباهر والعلم الزاهر حضرة الشيخ عبد القادر لا زال مصونا من الأصاغر والأكابر

قد اطلعنا على رسالة الفاضل الشيخ خليل أحمد المشتملة على الأسئلة والأجوبة بخصوص العقائد وشد الرحال لزيارة سيد المرسلين فوجدناها موافقة لعقائد أهل السنة والجماعة خالية عن الخلل ما عليها رد من جهة بذلك فنشكر فضل الشيخ المذكور كتبه الفقير إليه تعالى عبد القادر لبيدي

ہم مطلع ہوئے صاحب فضل شیخ مولانا خلیل احمد کے اس رسالہ پر جو مشتمل ہے چند سوالات و جوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سید المرسلین کے لیے سفر کرنے پر پس ہم نے اس کو پایا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے بالکل خالی خلل سے جس پر کسی طرح کسی قسم کا رد نہیں ہو سکتا ہیں ہم استاد مذکور کی فضیلت کے شکرگزار ہیں۔ لکھا فقیر عبد القادر نے

صورة ما كتبه العلامة الوحيد الدر الفريد حضرة الشيخ محمد سعيد من الله عليه بإحسانه المديد وكرمه المجيد۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونشهد به ونستغفره وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له۔ وأشهد أن سيدنا محمدا عبده

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے اور اس سے مدد چاہتے اور اس کا دل سے اقرار کرتے اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے جو اکیلا

و رسوله ارسله الله رحمة للعالمين
بشيرا و نذيرا و سراجا منيرا صلى
الله عليه وعلى آله واصحابه نجوم
الاهتداء وائمة الاقتداء وسلم
تسليما كثيرا. اما بعد فقد اطلعت
على هذه الاجوبة الجليلة التي كتبها
العالم الفاضل الاخ خليل احمد
فرأيتها مطابقة لما عليه السواد
الاعظم من علماء المسلمين و
ائمة الدين من الاعتقاد الحق و
القول الصدق وهي جديرة بان
تشرح صدور المسلمين و تقر بها عيون (?)
المؤمنين جزى الله مؤلفها الخير
ووقاه الاذى و الضير وها انا فقد
اجريت قلمي بالتصديق عليها و لا
حول ولا قوة الا بالله العظيم
١٠ ربيع الثاني ١٣٢٩ه

كتبه الفقير الى الله تعالى محمد سعيد

ختم الختام

دو گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمد اس کے
بندہ اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا دونوں
جہان کے لیے رحمت بنا کر مژدہ سنانے والا
ڈرانے والا روشن چراغ اللہ کی رحمت ہو ان
پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو ہدایت کے
تارے اور اقتدا کے امام ہیں اور سلام ہو
بکثرت۔ میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر جن
کو لکھا ہے عالم فاضل بھائی شیخ خلیل احمد نے پس
میں نے ان کو پایا مطابق اس کے جو اعتقاد حق
اور سچے قول کے جس پر چلا ہے علماء مسلمین اور ائمہ (?)
دین کا گروہ اعظم ہے اور یہ جوابات اس قابل
ہیں کہ ان کو پسند کیا جاوے تمام مسلمانوں میں
اور رکھا جاوے سامنے مومنین کی نظر کے
اللہ ان کے مصنف کو جزائے خیر دے اور محفوظ
رکھے تکلیف و ضرر سے اور میں نے اس
کی تصدیق پر قلم چلا دیا۔

محمد سعید

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ

مہر

صورة ما كتبه الفصيح الثناء والناظم المدرار حضرة الشيخ محمد سعيد لطفي حنفي غفره الله بفضله العلي۔

احمد الله على آلائه واصلي واسلم على خاتم انبيائه وعلى آله واصحابه الذين فازوا بنصرته وولائه اما بعد فقد اطلعت على هذه الاجوبة الفاضلة فوجدتها مطابقة للحق خالية من كل شبهة باطلة كيف لا وطرز بردها شمس سماء البلاد الهندية ودرتاج علماء تلك البقعة البهية فقد احرز قصبات السبق في مضمار العلم والقيت اليه مقاليد الذكاء والفهم عين أعيان هذا الزمان وانسان عين الفضلاء مقتدى أهل الفضل والصلاح ووسيلة النجاة والنجاح حضرة الحافظ الحاج المولوي خليل احمد دام بحماية الملك الصمد ولا زالت أشعة شموسه مشرقة مضيئة وانوار بدوره في افق السماء العلم لامعة منيرة آمين يا رب العلمين

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس کے احسانات پر اور درود بھیجتا ہوں خاتم الانبیاء پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو آپ کی مدد اور محبت سے مالا مال ہوئے۔ اما بعد میں مطلع ہوا ان فضیلت والے جوابوں پر پس ان کو پایا حق کے مطابق اور ہر باطل شبہ سے خالی کیوں نہ ہو جب کہ اس کے مرتب آسمان ہند کے آفتاب اور اس جانب کے علماء کے سرتاج کہ جنھوں نے علم کے میدان میں سرِ سبقت فضل کر لیا اور ذکاء و فہم کی کنجیاں ان کے قبضہ میں آئیں۔ بزرگان زمانہ کی وجیہ اور سر انسان کی آنکھ کی پتلی اہل فضل و صلاحیت کے پیشواء اور نجات و کامیابی کے وسیلہ حضرت حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب ہیں بے نیاز شاہنشاہ کی حمایت سے دائم و قائم رہیں اور ان کے آفتاب کی شعاعیں روشن اور چمکتی رہیں اور ان کے ماہتاب کے انوار آسمان علم کے افق پر تاباں و درخشاں رہیں۔ آمین یا رب العالمین!

سرحت طرفی فی میا دین السؤال مع الجواب

الفیت ما فیها حقیـ ـقاً کله عین الصواب

لا عزو اذا ابداه ذو القدر العلی اللیث المهاب

من صیته قد طار ما بین السهول والهضاب

وبحفظ احکام الشریعـ ـة جاء بالعجب العجاب

وهو الحسام الفضل فی اعناق اهل الارتیاب

وهو الامام اللوذعی وقوله فصل الخطاب

دم بالرعایة یا خلیـ ـل وانت محمود الجناب

ترجمہ: سوال و جواب کے میدانوں پر میں نے نظر ڈالی تو اس کا سب مضمون اہل صواب اور حق پایا، ایسا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس کو بلند مرتبہ والے قابل ہیبت شیر نے ظاہر کیا ہے جس کا شہرہ نیک نامی نرم و سخت غرض تمام زمین میں اڑ گیا اور شریعت کے احکام کی حفاظت میں عجیب مضمون بیان فرمایا اور وہ ایک فیصل کن تلوار ہیں اہل شک کی گردنوں میں۔ اور وہ پیشوائے ذکی ہیں اور ان کا قول گفتگو کا فیصلہ ہے۔ اے خلیل تم محمود بارگاہ ہو کر ہمیشہ محافظت قائم رہو۔

وانا العبد الفقیر اسیر التقصیر — میں بندہ محتاج فقیر:
الراجی لطف ربه الجلی والخفی — محمد سعید لطفی حنفی عفی عنہ
محمد سعید لطفی الحنفی عفا الله عنه

(طبع الخاتم)

صورة ما کتبه الشیخ الاوحد ذو الفضل المجید
حضرة فارس بن محمد امده الله بمنه المخلد

الحمد لله حمد من اعترف بجنابه — تمام حمد اللہ کے لیے ہے اس کی حمد جو

الاقدس بجميع الكمالات وعرف
انه تعالى وتنزه عن جميع ما يقوله
المبتدعة واهل الضلالات و
اعتقد بأن حججهم داحضة و
ترهاتهم متناقضة والصلوة و
السلام على سلطان دوائر الحضرات
الربانية وسيد سادات المرسلين
اولى المشاهد القدسية سيدنا و
مولانا محمد الذي هو محمد دولة
الموجودات واحمد كائنات الكائنات
وعلى آله اقمار سموات المفاخر و
اصحابه بحور المحافل والمحاضر
الى يوم الدين اما بعد فيقول العبد
الذي اذا غاب لا يذكروا اذا حضر
لا يوقر خويدم السنة السنية والفقراء
الاحمدية فارس بن احمد الشقفة
الحموي مولدا ووطنا والشافعي مذهبا
والرفاعي طريقة والمدرس في جامع
البصة الكائن بمدينة حماة المحمية
اهدى بالبلاد الشامية قد طالعت
الرسالة المباركة المشتملة على ستة

کی بارگاہ اقدس کے لیے تمام کمالات کا معترف
ہوا اور جانتا ہو کہ وہ عالی اور منزہ ہے اور
تمام ان باتوں سے جو کہتے ہیں بدعتی اور اہل
ضلال اور معتقد ہوا اس بات کا کہ ان کی دلیل
ضعیف ہے اور ان کی بکواس باہم معارض ہے
اور درود وسلام ربانی بارگاہوں کے دائروں
کے بادشاہ اور پاک مجالس والے بزرگ پیغمبران
کے سردار سیدنا و مولانا محمد پر جو تمام عالم
کی حکومت کے ستون اور سارے جہان
کے مخلوقات کے ممدوح ہیں اور آپ کی
اولاد جو آسمان مفاخر کے ماہتاب ہیں
اور آپ کے صحابہ پر جو محافل و مجالس کے
دریا ہیں روز قیامت تک۔ اما بعد کہتا ہے
بندہ جو غائب ہو تو نہ یاد آوے اور موجود
ہو تو عظمت نہ کی جاوے روشن سنت اور
فقرائے احمدی کا ادنیٰ خادم فارس ابن احمد شقفہ جس کی
جائے ولادت و وطن حماۃ ہے اور مذہب شافعی
اور مشرب رفاعی اور ملک شام کے شہر حماۃ کی
جامع مسجد بصہ میں مدرس ہے۔ میں اس
مبارک رسالہ پر مطلع ہوا جو چھ سوالوں پر
مشتمل ہے۔ جو عالم کامل زیرک فاضل محقق

وعشرين جوابا التي لبابها العالم الكامل والجهبذ الفاضل المحقق المدقق والمقدام المفرد مولانا المولوي خليل احمد وجدت ما تصفحت تلك العبارات الفائقة وتعلقت ما تنبث المعاني الرائقة وجدتها للشريعة المطهرة موافقة ولما عليه معتقدنا ومعتقد اشياخنا من السلف والخلف مطابقة فجزاه الله تعالى خيرا وحشرنا واياه تحت لواء سيد المرسلين والحمد لله رب العلمين۔

قاله بفمه وكتبه بقلمه الفقير اليه المعترف بذنبه فارس بن احمد الشفقة الحموي۔

محقق چوبیس جوابات جو مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے دیے ہیں اور جب میں نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشگوار مضامین کو غور سے دیکھا تو ان کو شریعت مطہرہ کے مطابق اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدے کے موافق پایا۔ پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہم کو اور ان کو سید المرسلین کے زیر لواء محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین۔

کہا اپنے دہن سے اور لکھا قلم سے فقیر فارس بن شقفہ احمد حموی نے۔

طبع الخاتم

صورة ما كتبه البحر الجواد قدوة الزهاد والعباد حضرة الشيخ مصطفى الحداد سقاه الله بالرحيق يوم التناد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الواحد الذي عز همت له المناظر والاشباه۔ الصمد الذي

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو جو یکتا ہے کہ اس کی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں ہے بے نیاز ہے کہ اس

اقرت بربوبيته العقلاء و الافواه
الجليل الذي سجدت لهيبته
الاذقان و الجباه القادر الذي
جرت خاضعة لقدرته الرياح و
الامواه المقتدر الذي اطاع امره
الفلك الاعلى وما علاه الاحد الذي
نطقت حكمته بوحدانيته فيما
ابدعه وسواه واشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شريك له شهادة
يرغم بها الجاحد المنافق ويعظم
بها الرب القدوس الخالق واشهد
ان سيدنا ونبينا ومولانا وحبيبنا
وقرة عيوننا ابا القاسم محمدا
عبده و رسوله المبعوث باعدل
الطريق وحبيبه و امينه الكاشف
بغيوب الحقائق صلى الله عليه و
على اله وصحبه وسلم ما لاح و
ميض بارق وبعد فقد وقفت في
هذه الاوقات على رسالة تتضمن
ستة وعشرين سوالا نسق اجوبتها
العالم الفاضل الشيخ خليل احمد

کہ رب ہونے کا اقرار دل اور منہ کرتے
ہیں با عظمت ہے کہ اس کی ہیبت سے ٹھوڑی
اور ماتھے جھکے ہوئے ہیں باقدرت ہے کہ
اس کی طاقت سے ہوائیں اور پانی مسخر ہیں
زور آور ہے کہ فلک اعلیٰ اور اس سے بالا
بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں یگانہ ہے کہ جو
کچھ ایجاد فرمایا ہے اس کی حکمت اس کی
وحدانیت بتا رہی ہے میں گواہی دیتا ہوں
کہ معبود نہیں بجز اللہ یگانہ لاشریک کے جس
کو منافق نہیں مانتا اور جس سے پاک پروردگار
پیدا کرنے والے کی عظمت ظاہر ہو اور گواہی
دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا ہمارے محبوب
اور آنکھوں کی ٹھنڈک ابو القاسم محمد اس کے
بندہ اور رسول ہیں جو سب سے عمدہ اور پیارا طریقہ
لے کر بھیجے گئے اور امین ہیں کہ حقائق کی چھپی
ظاہر فرماتے ہیں اللہ ان پر اور ان کی اولاد
و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جب تک
ان کی چمک ظاہر ہے۔ اما بعد میں ان دنوں میں
اس رسالہ سے آگاہ ہوا جو ان چھبیس سوالات
کو شامل ہے جن کے جوابات عالم فاضل شیخ
خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو

عقائد أهل السنة والجماعة

یعنی

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

مع

تصدیقات جدیدہ

ترتیب

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ، ساہیوال، ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی یحق الحق بکلماتہ و یبطل الباطل بسطواتہ نصر المؤمنین و قال کان حقا علینا نصر المؤمنین و قطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ والحمد للہ رب العلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان و مشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان۔ وعلی الہ وصحبہ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم ترٰھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا۔ ماتعاقب الیزان و تضاد الکفر والایمان

بعد الحمد والصلوٰۃ!

گزارش آنکہ عرصہ سے بعض احباب کو یہ اصرار اور تقاضا تھا کہ اکابر علماء دیوبند کے جو عقائد، جو درحقیقت تمام اہل سنت والجماعت کے مسلم عقائد ہیں، ان کی متفرق کتب "المہند" وغیرہ میں مفصل اور مبسوط طریقہ پر لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اس وقت کے مناسب حال بعض اہم اور ضروری عقائد کا انتخاب کر کے ان کو مختصر طریقہ پر ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں عقائد اکابر سے عوام تو کیا، اکثر نئے علماء اور طلبہ کرام بھی ناواقف ہوتے جا رہے ہیں اور اُن کے نزدیک "دیوبندیت" صرف بریلویت کی تردید اور اس کی تفسیق کا ہی نام رہ گیا ہے۔ اس کے سوا اُن کو کچھ خبر نہیں کہ اکابر کا مسلک کیا تھا۔

اس وجہ سے یہ چند عقائد "المہند" وغیرہ کتب سے انتخاب کرکے جمع کر دیئے گئے ہیں اور چونکہ اس میں اختصار اور ناظرین کی سہولت مدنظر ہے۔ اس لئے "المہند" میں سے ایسے عقائد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جو مشکل اور دقیق تھے یا وہ زیادہ وضاحت طلب تھے، البتہ باقتضاء ضرورت وقت بعض ایسے عقائد کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو "المہند" کے علاوہ اکابر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض عقائد کے دلائل کی طرف بھی حسب اقتضاء زمانہ حال مختصر طور پر اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر مجموعہ کا نام "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" معروف بہ "عقائد علماء دیوبند" تجویز کیا گیا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے اور روشن صداقت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ کے علمی خاندان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ۱۸۵۷ء کے بعد یہ دونوں حضرات ہند و پاک میں اس خاندان کے جائز طور پر علمی وارث قرار پائے اور بدعات کو مٹانے اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی خدمت انہی کے مقدس ہاتھوں میں دی گئی جس کو دارالعلوم دیوبند نے بحمداللہ پورا کیا اور بمصداق ومثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا۔ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ روم وشام، عرب وعراق، کابل وقندھار، بخارا وخراسان، چین وتبت وغیرہ، دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا فیض جاری اور عام ہے۔

اس قبول عام اور نفع عظیم نیز احیاء سنت اور اماتت بدعت کو دیکھ کر بعض "بدعت پسند حضرات" سے رہا نہ گیا اور وہ "علماء دیوبند" کی مخالفت اور بدعت کی حمایت پر کمربستہ اور آمادہ ہو گئے اور انہی سے لوگوں کو علماء دیوبند سے متنفر کرنے اور ان کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے غلط عقائد اور نظریات کا الزام ان پر لگانا شروع کر دیا۔

"بدعت پسند حضرات" کی اس کاروائی کی خبر جب بعض علماء مدینہ منورہ (زادہم اللہ شرفا) کو ہوئی تو انہوں نے چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت میں لکھ کر بھیجے اور ان کے جوابات طلب کئے۔ چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور قدس سرہٗ نے ان سوالات کے جوابات عربی میں تحریر فرمائے اور ان کو اس وقت کے اکابر علماء دیوبند (جن میں خصوصیت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ قابل ذکر ہیں) کی تصدیقات سے مزین کرا کر علماء حرمین شریفین کی خدمت میں بھیج دیا، تو علماء حرمین شریفین نیز مصر و شام اور حلب و دمشق کے علماء کرام نے بھی ان جوابات کی تصحیح اور تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں۔

اسی مجموعہ سوالات و جوابات اور ان کی تصدیقات کا نام "المہند علی المفند" معروف "بہ التصدیقات لدفع التلبیسات" ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۲۵ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی چونکہ صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فرد یا ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدانخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہل بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھ دیا گیا ہو (جیسا کہ سنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اور ان پر تہمت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلاف حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کر دیا۔ یہی تو اہل بدعت کا ان پر الزام ہے۔ اس لئے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو برملا کتمان حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔ اس سے بڑھ کر اکابر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے) بلکہ ان عقائد کو علماء مدینہ منورہ کے سوالات کی روشنی میں اُس وقت

نے اکابر دیوبند کے تحقیقی مسلک کے طور پر اور وہ بھی بحیثیت "جماعتی مسلک دیوبند" کے پیش کیا تھا۔ اس لئے یہ مجموعہ علماء دیوبند کے عقائد کے معلوم کرنے کے لئے ایک تحریری دستاویز اور متفقہ مسلکی وثیقہ ہے اور "مسلک دیوبند" کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بمنزلہ آئینہ اور کسوٹی کے ہے اور ساتھ ہی یہ ہر اس شخص کا جواب بھی ہے جو "علماء دیوبند" کی طرف کسی بھی عقیدہ کو غلط طور پر منسوب کرے۔

"المہند" کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ "علماء دیوبند" کے عقائد و اعمال قرآن وحدیث کے بالکل موافق ہیں اور ان کا سلوک و تصوف عین سنت کے مطابق ہے اور یہ حضرات نہایت درجہ کے پکے حنفی اور اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض وہ حضرات جن کو تلمذ اور شاگردی کا انتساب بھی علماء دیوبند کے ساتھ حاصل ہے اور اسی لئے وہ اپنے کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عقائد دیوبند کی اس مسلکی دستاویز اور وثیقہ کے مندرجات سے ان کو نہ صرف اختلاف ہی ہے، بلکہ وہ "علماء دیوبند" کے ان "اجماعی عقائد" کے خلاف علی الاعلان تحریر و تقریر میں مصروف ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ پھر بھی وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔

اس لئے اس رسالہ "عقائد علماء دیوبند" میں اکثر و بیشتر عقائد "المہند" سے بھی لئے گئے ہیں اور اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ مگر اختصار کے سبب اس میں سے سوالات کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے اور جوابات میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اور ان کو "عقیدہ" کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے اور جو عقیدہ کسی کتاب سے لیا گیا ہے، اس کے ساتھ اس کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

"عقائد علماء دیوبند" کے ملاحظہ سے جہاں یہ معلوم ہوگا کہ علماء دیوبند کے عقائد بالکل وہی ہیں جو تمام اہل سنت والجماعت کے مسلمہ ہیں اور اہل سنت کے خلاف

علماء دیوبند کے اپنے مخصوص عقائد کچھ نہیں ہیں، بلکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کا ہی دوسرا نام "عقائد علماء دیوبند" ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہوگا کہ اصل دیوبندیت کیا ہے اور اس زمانہ میں جن معترضین میں عقائد کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی جو تصویر اور اس کا جو نقشہ وہ عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس سے روز بروز تشویش اور تنفر بڑھتا جا رہا ہے اور کشیدگی زیادہ ہوتی جا رہی ہے، اس کو اصل دیوبندیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ تصویر اور نقشہ حقیقت حال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقائد حقہ اختیار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

وھو الموفق والمعین!

اب آگے "عقائد علماء دیوبند" لکھے جاتے ہیں، ان کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

فقط ۔!

سید عبدالشکور ترمذی گنگھالی عفی عنہ

مہتمم

مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

۷ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عقائد علماءِ دیوبند

عقیدہ : ۱

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے، گو شدِ رحال اور بذلِ جان و مال (یعنی کجاوے کسنے اور جان و مال کے خرچ کرنے) سے نصیب ہو! (المہند صہ)

عقیدہ : ۲

اور سفرِ مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ پھر وہاں حاضر ہوگا، تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی، اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ:

"جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔"

عقیدہ : ۳

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مَس کیے ہوئے ہے۔ (یعنی چھوئے ہوئے ہے) علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند صہ۱۱ زبدۃ المناسک حضرت گنگوہیؒ)

عقیدہ : ۴

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاؤ اولیاء شہداؤ صدیقین کا توسّل جائز ہے۔ اُن کی حیات میں بھی اور اُن کی وفات کے بعد بھی اس طریقہ پر کہ کہے : یا اللہ ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعاء کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں۔ یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔

(المہند صہ۱۲، اور فتاویٰ رشیدیہ صہ۱۱۲)

عقیدہ : ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔!

(فتاویٰ رشیدیہ صہ۱۱۲، فتح القدیر ج ا صہ۳۳۵ اور طحطاوی علی المراقی صہ۴۰۰)

نیز حضرت گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں :-

"پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے۔ کہے

یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ — اے اللہ کے رسول ! میں آپ سے شفاعت

وَاتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ فِی اَنْ — کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ

اموت مسلما علی ملتک وسنتک۔

(زیارۃ المناسک صـ ۹)

کے یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی ملت اور سنت پر مروں!"

عقیدہ : ۶

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔

(طحطاوی علی المراقی صـ ۳۲۸)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں :-

"انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ ان کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صـ ۱۱)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہیئے۔ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔"

(تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں :-

"سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا۔ یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں۔"

(نشر الطیب صـ ۲۹)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت بالا سے یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع عندالقبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لیہبطن عیسیٰ ابن مریم حکما	البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام
واماما مقسطا ولیسلکن فجا	نازل ہوں گے۔ منصف اور امام عادل
حاجا او معتمرا ولیاتین	ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے)
قبری حتی یسلم علی	کے راستہ پر حج یا عمرہ کے لیے چلیں گے
ولاردن علیہ !	اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے یہاں
(الجامع الصغیر)	تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے۔ اور میں
وقال صحیح !	اُن کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

فائدہ : یہ روایت مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰ اور مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ میں بھی ہے اور حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جب اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام سنیں گے اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ کیونکہ سماعِ سلام کے بغیر جواب دینے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے تو آپ سے عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سننا اور اس کا جواب دینا کیوں ناممکن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سماعِ سلام کو خصوصیت اور اعجاز پر اس لئے محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کہ حدیث من صلی علی عند قبری سمعتہ الخ میں ہر اس شخص کے صلوٰۃ وسلام کو خود بنفسِ نفیس سننے کی خبر آپ نے دی ہے جو آپ پر آپ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہو۔

اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۶ ص ۳۷۹ میں اور حافظ سخاویؒ القول البدیع ص ۱۱۶ میں اور علامہ علی قاریؒ مرقات ج ۲ ص ۱۰ میں اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ :۔

"یہ سند جید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ اُمتِ مسلمہ کا اجماع

اور تعالیٰ بھی اس کی تائید کر رہا ہے ۔"

عقیدہ : ۵

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے ۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے ، تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو ، چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ انبتاہ الاذکیا بحیوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ :

"علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے ۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے ۔"

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے ۔ اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے ۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل ۔ جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے ۔ اس کا نام "آبِ حیات" ہے ۔ (المہند صہ ۱۴)

مذکورہ عبارت بالا میں "نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے" کے بعد یہ لکھنا کہ

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے"

صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند سے مراد یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جس کی وجہ سے اس بدن اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ

صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے، لیکن اس سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالم برزخ میں اس حیات جسدی کے لئے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی تھی۔ اسی طرح قبر اطہر میں بھی ہوتی ہے، لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیاء علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اسلئے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہدیا جاتا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ !	حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقیؒ، علامہ سبکیؒ کے علاوہ امام ابو یعلیٰؒ نے بھی روایت فرمایا ہے۔ ابو یعلیٰؒ کی اس حدیث کی سند کے بارہ میں علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں :-

رجال ابی یعلی ثقات !	ابو یعلیٰ کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں

(مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱)

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں :-

وھو حدیث صحیح !	یہ حدیث صحیح ہے !

(السراج المنیر ج ۲ ص ۱۳۴)

علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے :-

وصححه البیهقی !	امام بیہقیؒ نے اسکو صحیح کہا ہے !

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :- صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم

الانبیاء احیاء فی قبورھم —— حدیث صحیح ہے۔ (مرقات ج ۲ ص ۲۱۲)

علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

ووافقہ الحافظ فی المجلد السادس۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۴۴)

"امام بیہقی کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ نے اتفاق کیا ہے" اور اس حدیث کی مراد بیان فرماتے ہوئے حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔ ولعل المراد بحدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون انھم ابقوا علی ھذہ الحالۃ ولم تسلب عنھم الخ (تحیۃ الاسلام ص ۳۶) الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کی حدیث سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ اسی (دنیوی) حالت پر باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے مسلوب نہیں کی گئی" نیز فرماتے ہیں:۔ یرید بقولہ الانبیاء مجموع الاشخاص لا الارواح فقط (تحیۃ الاسلام ص ۳۶) الانبیاء احیاء سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس حدیث کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ کی تائید کرتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹) نیز فرماتے ہیں:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی کما تقرر وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ۔ (فتح الملہم ج ۲ ص ۳۱۹)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ اپنی قبر میں اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ بھی اسی طرح فرماتے ہیں:۔

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامۃ عند الدارمی وقراۃ القرآن عند الترمذی۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳)	قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسے اذان و اقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأت قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

عقیدہ زیر بحث میں مسلک دیوبند تو المہند کی عبارت سے ہی پوری طرح عیاں ہے۔ اور سطور بالا میں اس مسلک کی دلیل کی طرف کسی قدر اجمالی طور پر اشارہ ہو گیا ہے۔ اب تائید کے لیے بعض اکابر دیوبند کی مزید تصریحات بھی اس عقیدہ پر پیش کی جاتی ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں:۔

"ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے، پر اطراف وجوانب سے سمٹ آتی ہے۔" (جمال قاسمی ص ۱۳)

اور فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں۔ جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا، ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔"

(آب حیات ص ۴)

نیز فرماتے ہیں:۔

"انبیاء کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ پر حسب ہدایت کل نفس ذائقۃ الموت اور انک میت وانہم میتون تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔"

(لطائف قاسمیہ ص ۴)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

ولان النبیین صلوات اللہ علیہم اجمعین لما کانوا احیاء فلا معنی لتوریث الاحیاء منہم۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں، اس لیے ان کی آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(الکوکب الدری جلد ۱، ص ۳۴۳)

اور فرماتے ہیں :

"آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ نبی اللہ حی یرزق! اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "آب حیات" میں بالامزید علیہ ثابت کیا ہے۔"

(ہدایۃ الشیعہ ص ۱۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں :

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسم اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے۔ ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی پہنچتا ہے۔"

(المعبور ص ۱۴۹)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

"حضور کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے۔ اور وہ حیات شہداء کی حیات برزخی سے بھی بڑھکر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیات ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ حضورؐ کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوئی اور حدیثوں میں صلوٰۃ وسلام کا سماع وارد ہوا ہے۔"

(الظہور ص ۴۹)

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی تحریر فرماتے ہیں:

"وہ (وہابی) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علمائے دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں"

(نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم (کراچی) (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں:۔

"جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے۔ جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں"

آگے لکھتے ہیں:۔

"خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے"

(ماہنامہ الصدیق، ملتان، جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:۔

"احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام

انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں۔ وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔"

(الصدیق مذکور)

مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب دامت فیوضہم تحریر فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔"

(الصدیق مذکور)

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:۔

"تمام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی، لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔" (حیات نبوی ص ۲)

عقیدہ : ۸

اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ وقت کے خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے

رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۱۵)

عقیدہ : ۹

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں، حسن و علم سے موصوف ہیں اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ و سلام پہنچائے جاتے ہیں۔

(طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۲۸۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امت اجابت کے اعمال کا فرشتوں کے ذریعہ اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزار کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

علامہ عثمانی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں "اس کی سند عمدہ ہے"

(فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری "براہین قاطعہ (جس کی تصدیق حرفاً حرفاً بغور ملاحظہ فرما کر حضرت گنگوہی نے فرمائی ہے) میں فرماتے ہیں "اور صلوٰۃ و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت آپ پر پیش ہوتے ہیں" (براہین صفحہ ۲۰)

حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں :۔

"مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات اور اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں، اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا" الخ (نشر الطیب ص ۲۰۹)

ان عبارات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ و سلام کے علاوہ بھی برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمال امت پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے اعمال امت کی بھی اطلاع دیتے ہیں۔ آج کل صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کی جو مراد بتلائی جا رہی ہے، کہ

صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

عقیدہ : ۱۰

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسول ہیں۔ جس طرح وفات سے قبل ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے :-

"اہلِ سنت کے امام ابو الحسن اشعریؒ (المتوفی ۳۳۰ھ) کی طرف ان کے دشمنوں نے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے قائل نہیں ہیں، یہ ان پر خالص بہتان اور محض افترا ہے۔ امام ابو القاسم قشیریؒ (المتوفی ۴۶۵ھ) نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔" (شامی ج ۳ ص ۳۱۷)

فائدہ: نبوت و رسالت کے لئے حس و علم سے موصوف ہونا لازم ہے۔ اس لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں وفات کے بعد بھی بہ تعلق روح ادراک و شعور ہوتا ہے۔ ورنہ جس بدن میں ادراک و شعور نہ ہو، اس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ تو اس میں بعد وفات وصفِ نبوت سے انعزال لازم آتا ہے اس لیے کہ بغیر تعلق روح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (نعوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جا رہا ہے۔ اس سے چونکہ احساس و علم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے وہ ابدان وصفِ نبوت و رسالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (والعیاذ باللہ)

عقیدہ : ۱۱

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل علیہم السلام کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے، جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان، اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۰)

عقیدہ : ۱۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

"ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"

اور یہی ثابت ہے۔ بکثرت حدیثوں سے جو معنیً حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے۔ سو حاشا! ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے، کیونکہ جو اس کا منکر ہے۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ منکر ہے۔ نص صریح قطعی کا۔

(المہند ص ۲۱)

عقیدہ : ۱۳

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ ------------!

"جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ

دیار قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع ہو چکا۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے۔ (المہند ص ۴۴)

عقیدہ : ۱۴

جو شخص اسکا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے۔ (المہند ص ۴۳)

عقیدہ : ۱۵

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات اور تشریعی یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہنے تو آپ کے علم تشریعی اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے۔ اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم (زیادہ عالم) ہونے میں نقصان نہیں آیا۔ چنانچہ ہدہد کہتا ہے کہ :-

"میں نے ایسی چیز دیکھی ہے۔ جس کی آپ کو اطلاع نہیں، اور شہر سبا سے میں ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔" (المہند ص ۲۵)

عقیدہ : ۱۶

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے، وہ کافر ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں بہت سے علماء کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۷)

عقیدہ : ۱۷

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب کا طاعت ہے، خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو۔ لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، حق تعالٰے اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ (المہند)

عقیدہ : ۱۸

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے۔ ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلٰے درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔ جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتوٰی میں مسطور ہے۔

(المہند ص ۳۱)

عقیدہ : ۱۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) کی نیند میں صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں، دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ اسی لئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔

(نشر الطیب ص ۲۲۰ اور ص ۱۹۳)

بخاری شریف میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۵۴) "میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔" نیز بخاری شریف میں ہے۔ وکذلک الانبیاء تنام اعینہم ولا ینام قلوبہم (بخاری ج ۱ ص ۵۰۳) "اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں، اُن کے دل نہیں سوتے۔"

اور ایک سفر میں جو نیند کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر فوت ہو گئی تھی تو اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نیند میں دل نہیں سوتا تھا تو آپ کو فجر کے طلوع کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے کہ طلوع وغیرہ کا ادراک آنکھ سے متعلق ہے، دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا۔ اس لئے طلوع فجر کا ادراک نہ ہو سکا۔ اس کے لئے نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۳۸ اور فتح الملہم ص ۲۴۱، اور امداد الفتاویٰ ص ۲ ج ۴ ملاحظہ ہو۔

عقیدہ : ۲۰

انبیاء علیہم السلام کا رؤیا (خواب) بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے :

رؤیا الانبیاء وحی۔ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

(بخاری۔ ج ۱ ص ۲۵)

عقیدہ : ۲۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۲۲۸)

حضرت انس روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
"نماز میں صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

عقیدہ : ۲۲

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوی کے اتباع کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہتری تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔ (المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۳

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو، جو شریعت میں راسخ القدم ہو۔ دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو۔ خوگر ہو منجیات و مہلکات اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے۔ خود بھی کامل ہو، دوسروں کو بھی

کامل بنا سکتا ہو۔ ایسے مرشد کا ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اس کی نظر میں متصور رکھے، اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنائے تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے، جس کو شریعت میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے، اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

"آدمی اس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اُسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا"

اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہتے ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک۔

(المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۴

مشائخ (اور بزرگوں) کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔ مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے۔ نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

(المہند ص ۱۸)

عقیدہ : ۲۵

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے۔ اس کے کسی کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں کذب کا وہم کرے۔ وہ کافر، ملحد و زندیق ہے کہ اس میں

ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند ص)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ وصلی اللہ

تعالیٰ علی سیدنا محمد سید الاولین والآخرین وعلی

آلہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین۔

احقر العباد

سید عبدالشکور ترمذی

ابن مولانا مفتی سید عبدالکریم گمتھلویؒ

(سابق مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون)

مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

(۶ ، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ)

○

تصدیقات

اکابر علماء دیوبند دامت برکاتہم

۱ ——— "اَصَابُوْا بِمَا اَجَابُوْا"

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند
وارد حال لاہور
۱۵ رجب ۱۳۸۴ھ ، ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۴ء

○

۲ ——— بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی!

رسالہ "عقائد علماء دیوبند" مصنفہ عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب کا کچھ ابتدائی حصہ احقر نے دیکھا۔ میں اگرچہ طبعاً اس کو پسند نہیں کرتا کہ عقائد علمائے دیوبند کے عنوان سے کوئی کتاب لکھی جائے۔ جس سے ناواقفوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ان کے عقائد کچھ مخصوص ہیں۔ حالانکہ علماء دیوبند کے عقائد تمام اہل السنۃ والجماعت کے مسلمہ عقائد ہیں۔ اس لیے بے کم و کاست ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب عقائد اہل السنۃ والجماعت کو دیکھ لیجئے۔ جو عقائد ان تمام کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، علماء دیوبند انہیں عقائد کے زبردست حامل اور ان کے خلاف کرنے والوں کی تردید میں پیش پیش رہے ہیں۔

لیکن چونکہ ایک خاص طبقہ نے عقائد اہل السنت والجماعت کو صرف علماء دیوبند کی طرف منسوب کر کے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اگر اسی نام سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کو پیش کیا جائے تو شکوک و شبہات میں پڑنے والوں کے

لئے نافع ہوگا۔

عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب نے اسی کا اہتمام کر کے الحمدللہ ایک بڑی
ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں اور رسالہ کو نافع و مفید بنائیں۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان ——— !

۲۱ — ۸/۸۸ھ بندہ محمد شفیع
دارالعلوم، کراچی ۱۴

○

۳ ——— الحمد للہ ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء، والصلوٰۃ
والسلام علی خیرتہ من خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین
سید الانبیاء وعلیٰ آلہ واصحابہ البررۃ الاتقیاء وتابعیہم
باحسان واتباعہم من العلماء والفقہاء والاولیاء وعلی المسلمین
والمسلمات الاموات منہم والاحیاء وبعد :

فقد سرحت النظر فی ہذہ الرسالۃ لحظۃ فوجدتہا
صحیحۃ نفیسا ملفقۃ قد ذکر المؤلف فیہا عقائد علمائنا ومشائخنا
اخذا من المہند وغیرہ من مؤلفات اکابرنا من علماء دیوبند جزی
اللہ خیرا مؤلفہ الکریم واولاہ اجرا جزیلا بفضلہ العمیم و
انا المفتقر الی رحمۃ ربہ الصمد
عبدہ ظفر احمد العثمانی التہانوی
غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ
واصحابہ واحبابہ

۳ شعبان ۱۳۸۸ھ ——— ابد الابد!

○

۴ ——— رسالہ کو بغور پڑھا۔ جو کچھ حضرت مفتی (محمد شفیع) صاحب (کراچی) مدظلہ نے تحریر فرمایا، میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔

محمد یوسف بنوری

۲۴ شعبان ۱۳۸۸ھ ——— عفا اللہ عنہ

○

۵ ——— "ای واللہ الاجوبۃ کلہا الحق والحق احق ان یتبع"

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ ——— مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

○

۶ ——— مذکورہ سب مسائل حق ہیں!

جمیل احمد تھانوی مفتی

جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

○

۷ ——— العقائد المسطورۃ کلہا حقۃ اتفق علیہا مشائخنا واللہ اعلم!

محمود عفا اللہ عنہ

مفتی قاسم العلوم ملتان، ۲۵/۶/۸۸ھ

○

۸ ——— حضرت مولانا سید عبد الشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا کا رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنۃ والجماعت بندہ نے دیکھا۔ فجزی اللہ المؤلف عنی وعن سائر المسلمین۔ نہایت عمدہ اور مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے۔ اس کی مندرجا

سے ہمیں اتفاق ہے۔ فقط۔

نیاز مند

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس، ملتان ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ

○

۹ — بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس، ملتان! ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ

○

۱۰ — عبدالحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

○

۱۱ — رسالہ کے جملہ مندرجات سے احقر کو کلی اتفاق ہے۔

محمد احمد تھانوی

مہتمم مدرسہ اشرفیہ، سکھر

○

۱۲ — — علمائے دیوبند کے عقائد وہی اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ سرمو فرق نہیں۔ مگر بعض حاسدین نے دیوبندیوں کے عقائد کے عنوان سے علمائے دیوبند کے خلاف موقع بے موقع غلط پراپیگنڈہ اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

خدام دارالعلوم بھی عوام کو ان حاسدین کے دام فریب سے بچانے کی غرض سے اپنے مسلک کی توضیح کرتے رہے ہیں۔ یہ رسالہ اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

مصنف کو اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک عمل کی بہتر جزا دے۔

عبدالحق نافع عفی عنہ

O

۱۳ ——— بسم اللہ حامداً و مصلیاً۔ بندہ کا اس مؤلف سے تمام امور میں اتفاق ہے۔

جزی اللہ تعالیٰ عنا المؤلف خیر الجزاء۔

اللّٰھم تقبل منا و منہ انک انت السمیع العلیم۔

(مولانا) عبداللہ (بہلوی) عفی عنہ

مہتمم مدرسہ حبیب آباد اشرف العلوم (شجاع آباد)

O

۱۴ ——— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً! ۱۳۳۰ھ میں جب حضرت علامہ رشید رضا مصری دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء و طلباء کے مجمع میں حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے ایک عربی زبان میں مبسوط تقریر فرمائی تھی اس میں فرمایا تھا کہ:

"ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ کو اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت حافظ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور صحیح علم ملا تو آپ معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں۔ اب ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا، یہ کوئی دیوبندیت نہیں ہے"

چنانچہ آپ حیات کی توثیق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایۃ الشیعہ میں فرمائی ہے۔

اب یہ رسالہ جو کہ حضرت مولانا قاری عبدالشکور صاحب ترمذی نے تصنیف فرمایا ہے۔ میں نے اس کو حرف بحرف سنا اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے اصول کے حرف بحرف مطابق پایا۔ میرا بھی یہی اعتقاد پہلے ہی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی نجات آخروی کا ذریعہ بنائے۔ یہ رسالہ مجھ کو بہت ہی پسند آیا کہ اس میں حد اعتدال سے نہیں بڑھے، اور افراط و تفریط سے بری رہے۔

جزاهم الله خير الجزاء۔ فصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد المصطفىٰ وعلىٰ آله واصحابه واهل بيته اجمعين ؛

احقر محمد عفا اللہ عنہ
لائل پوری۔ انوری۔ قادری
مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام، محلہ ستیانہ پورہ،
لائل پور۔
۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

---

۱۵ — تصدیق از

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

○

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده !

اما بعد! میں نے رسالہ ہذا کے مختلف حصص کو دیکھا، مندرجات رسالہ وہی مسائل ہیں، جن پر اہل السنۃ والجماعۃ متفق ہیں۔ جن میں علماء دیوبند بھی داخل

ہیں۔ بہر حال مضمون جن مسائل کا مجموعہ ہیں۔ وہ سب صحیح اور صواب ہیں اور موافق مسلک اکابر دیوبند ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاء خیر دیں کہ اس نے محنت کر کے حق کو مرتب کیا اور اہل السنت والجماعت اور ان کے خلاف گروہ میں حد فاصل قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت بخشیں۔

شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور

صدر شعبہ تفسیر ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

O

۱۶ ——————

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد:

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" دیکھا۔ مولانا نے جو عقائد تحریر فرمائے ہیں۔ وہی میرا عقیدہ ہے جو ہم سب کے اکابر و اسلاف کا بھی چلا آرہا ہے۔

علماء دیوبند "اہلسنت والجماعت" کا ایک عظیم حصہ ہیں۔ ان کی طرف جن عقائد کی غلطی کی نسبت کی گئی تھی۔ مفتی صاحب موصوف نے "المہند" وغیرہ کی عبارات سے اس کا بہت بہتر انداز میں دفعیہ فرما دیا ہے۔ اکابر کی عبارات کے ساتھ دلائل جمع کر کے انھوں نے اسے مزید مفید وقت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزاء خیر

دے۔

سید حامد میاں جامعہ مدنیہ لاہور

۲۷ رجب ۱۴۰۲ھ

۲۲ مئی ۱۹۸۲ء

۱۷ ـــــ [حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دارالارشاد کراچی۔]

اس کتاب میں مندرجہ عقائد صحیح ہیں۔ اہل سنت والجماعۃ اور علماء دیوبند کے یہی عقائد ہیں۔

بندہ رشید احمد
دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی
۲ جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ

ــــــــ ــــ

۱۸ ـــ ـــ [مولانا محمد فرید صاحب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک]

اس رسالہ عقائد علماء دیوبند میں جتنے عقائد مسطور ہیں۔ وہ تمام کے تمام حق ہیں۔ قرآن وحدیث و فقہ حنفی سے موافق ہیں۔ اہل زیغ کی طرف سے علماء راسخین پر بدظن شدگان کے لئے اکسیر اور تریاق ہیں۔

محمد فرید مفتی عنہ
خادم الافتاء والحدیث بدارالعلوم الحقانیہ
الحقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

ــــــــــــ

۱۹ ــــــ [مولانا مفتی احمد سعید صاحب، سراج العلوم، سرگودھا]

الحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

برادر محترم حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی نے ایک اہم اور نہایت ضروری کام کو پورا فرمایا۔ عقائد علماء دیوبند، جو درحقیقت عقائد اہل سنت والجماعۃ ہیں طبع کرائے اور فسادی عنصر کے منہ پر طمانچہ لگایا۔

هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔

احقر مفتی محمد سعید عفی عنہ،
جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا

۲۸-۱-۸۵

۴۰ــــــ [حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب، دار العلوم الاسلامیہ
ٹنڈو الٰہیار، سندھ۔]

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!
صدیق محترم ومکرم جناب مولانا المفتی الحافظ القاری سید عبد الشکور
ترمذی دام مجدہم کے رسالہ عقائد علماء دیوبند کو بغور دیکھا۔ تمام
مسائل صحیح وحق ہیں۔ مصنف موصوف نے وقت کے اہم تقاضے
کو پورا اور حال میں پیدا ہونے والی تلبیس کا ازالہ فرما کر امت پر
احسان فرمایا اور واقعی غیر واقعی دیوبندی میں امتیاز پیدا فرمایا۔
جزاہ اللہ احسن الجزاء عنا وعن سائر المسلمین۔

محمد وجیہ غفرلہ، دار العلوم الاسلامیہ
ٹنڈو الٰہیار، ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

۴۱ــــــ [حضرت مولانا علی محمد صاحب دار العلوم کبیر والا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ: رسالہ ہذا کا احقر نے مطالعہ کیا۔ بہت
مفید پایا۔ اس میں عقائد حقہ صحیح ہیں۔ یہ عقائد بلا ریب ہمارے اور ہمارے
مشائخ کے ہیں۔

نفع اللہ بہما ایانا وجمیع المسلمین و وفقنا باشاعتہا وجعلہما اللہ زاداً المؤلفہما۔

احقرالانام علی محمد عفا اللہ عنہ،
خادم الحدیث، بدارالعلوم کبیروالا، ملتان

---

۲۲ ـــــــ [حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب، دارالعلوم کبیروالا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً: بندہ نے حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم کے رسالہ "خلاصہ عقائد علماء دیوبند" کا مطالعہ کیا یہ رسالہ ہدایت مقدار بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے۔ اور عقائد صحیحہ پر مشتمل ہے۔ اوران حضرات کے لئے دیدۂ بصیرت ہے، جو قافلہ دیوبند سے علیحدہ ہو کر شذوذ کی راہ اختیار کرچکے ہیں اور اس کے باوجود ان کو اس مقدس گروہ کے ساتھ انسلاک اور انتساب پر اصرار بھی ہے۔ تقبل اللہ ھذا الرسالۃ ویجزی المؤلف عنا وعن المسلمین بجزاء یلیق بشانہٖ۔

بندہ عبدالقادر عفی عنہ
خادم حدیث وفقہ جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا، ملتان۔
۱۹، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۳ ——— [حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہٗ، جامعہ خیر المدارس،]

۲۴ ——— حضرت مولانا فیض احمد صاحب، جامعہ قاسم العلوم، ملتان

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

اما بعد: کتاب "خلاصہ عقائد علماء دیوبند" میں مندرجہ عقائد بعینہٖ علماء اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ اس سے انحراف کرنے والا اہل سنت والجماعت کے گروہ سے خارج ہے۔

محمد شریف عفرلہٗ

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

بندہ فیض احمد عفرلہٗ مہتمم

مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان

۲۶ - ۴ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۵ ——— [حضرت مولانا سید صادق حسین صاحب، فاضل دیوبند، جھنگ صدر۔]

عارف باللہ عالم باعمل حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہٗ کے رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنت والجماعۃ کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں وہ تمام عقائد بہتر انداز میں لائے گئے ہیں جو واقعی اہل سنت کے عقائد ہیں۔ احقر ان تمام مندرجہ عقائد میں اپنے اسلاف کی اتباع کرنا ہی عین نجات سمجھتا ہے۔

سید صادق حسین عفرلہٗ

مہتمم مدرسہ علوم الشرعیہ، جھنگ، صدر

۱۹ - ۵ - ۱۴۰۵ھ

۲۶ —— [حضرت مولانا عبدالحی صاحب مدظلہ، شجاع آباد، ملتان۔]

العقائد التی کتب شیخی ومحترمی السید المولانا عبدالشکور الترمذی کلہا موافقۃ لعقائد اہل السنۃ والجماعۃ وحقۃ عندی۔

الفقیر عبدالحی غفرلہ الساکن
فی قریۃ فاروق آباد۔
قریب من بلدۃ شجاع آباد، ملتان

———

۲۷ —— [حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائپوری جامعہ رشیدیہ ساہیوال]

ما قال الاستاذ العلام حضرت مولانا مفتی محمد جامد حقانی، فہو کاف لنا۔

عبداللہ رائے پوری غفرلہ
۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

———

۲۸ —— [حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی]

صدر تنظیم اہل سنت والجماعۃ، ملتان۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہ کے رسالہ کو ابتدا سے انتہا تک بغور پڑھا جس میں مرقومہ عقائد اہل سنت علماء دیوبند کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں بفضلہ تعالیٰ رسالہ ہذا اس پرفتن دور میں مسلک حقہ کی اشاعت اور عقائد باطلہ کے رد میں نہایت ہی مؤثر رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف

کو اس عظیم دینی خدمت پر جزائے کثیر عطا فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ علمی مذہبی خدمات کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

دعا گو

محمد عبد الستار تونسوی حنفی عفی عنہ

صدر تنظیم اہلِ سنت، پاکستان

دفتر مرکزیہ، نواں شہر، ملتان

۱۹ جمادی الاخریٰ ۔ ۱۴۰۵ھ

---

۳۹ ــــــ [حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، سابق مہتمم خیر المدارس ملتان]

احقر محمد شریف جالندھری مدرس و

نائب مہتمم خیر المدارس، ملتان۔

---

۴۰ ــــــ [حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ اسلامیہ فیصل آباد۔]

مندرجات رسالہ کی صحت میں قلب سلیم والے کے لئے شک کی گنجائش ہی کہاں ہے۔

ناچیز نذیر احمد غفرلہ

---

۴۱ ــــــ [حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، بنوری ٹاؤن، کراچی۔]

العقائد کلہا صحیحۃ ۔ مسلمۃ عند اسلافنا ۔

احقر محمد ادریس غفرلہ

مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی۔

۴۲ — [حضرت مولانا محمد علی جالندھری امیر مجلس مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔]

لا شک فیہ واللہ الحق۔

---

۴۳ — [حضرت مولانا محمد ایوب بنوری، مہتمم دار العلوم پشاور]

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔

محمد ایوب بنوری غفرلہ۔ مہتمم دار العلوم پشاور

---

۴۴ — [حضرت مولانا فضل غنی صاحب بنوں۔]

فضل غنی عفی عنہ مدرس مدرسہ معراج العلوم بنوں۔

---

۴۵ — [حضرت مولانا فیض احمد صاحب، مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ یحمل ھذہ العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین۔

پاک و ہند کے خطے میں اس مبارک حدیث کا اولین مصداق اس دور میں علماء دیوبند ہیں۔ جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے کتاب وسنت فقہ اسلامی اور دیگر علوم اسلامیہ کی ہمہ نوع دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عربی۔ فارسی اردو متعدد زبانوں میں ان کی ہزاروں تصنیفات اور ہزاروں عربی و دینی مدارس متعدد اصلاحی تبلیغی سیاسی تنظیمیں و تحریکیں اور

فکری وعملی مساعی اس کا یقین شاہد ہیں کہ یہ اکابر دین اسلام کے کامیاب مخلص خادم اور فکر وعمل میں اسلاف اہل سنت و الجماعت کے صحیح ترجمان ہیں۔

مکرم ومعظم حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم کا رسالہ "عقائد علماء دیوبند" بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے مولانا موصوف نے بروقت حق اور اہل حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔

جزاھم اللہ عنا وعن سائر الاسلام۔ آمین۔

بندہ فیض احمد غفرلہ

مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۱۳ ـــــ [حضرت مولانا ابوالزاہد سرفراز خان صاحب، صفدر شیخ الحدیث مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ۔]

بسملاً وحمدلاً ومصلیاً ومسلماً۔ امابعد:

جوں جوں قیامت قریب آئے گی۔ ہر صاحب رائے اپنی رائے پر ناز کریگا اور اعجاب کل ذی رائی برأیہ کا خوب مظاہرہ ہو گا۔ لیکن کامیابی صرف اسی میں ہے۔ لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا بما صلح بہ اولہا۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبور بھی ہے۔ جس میں ۱۳۴۳ھ سے پہلے از مشرق تا مغرب از شمال تا جنوب کسی فرقہ کے کسی عالم کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد الفتاویٰ وغیرہ

وغیرہ سے بالکل عیاں ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ راقم اثیم نے اپنی مفصل کتاب تسکین الصدور میں اس پر مبسوط بحث کی ہے۔ جس کی تائید و تصدیق دورِ حاضر میں پاک و ہند کے مسلم اکابر علماء دیوبند نے کی ہے اور یہی علماء دیوبند کا مسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم کو جنہوں نے المہند علی المفند کو عمدہ کتابت و طباعت سے آراستہ کر کے اور آخر میں موجودہ زمانہ کے علماء دیوبند کی تصدیقات ثبت فرما کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ جزاھم اللہ عنہ وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد
گکھڑ و صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم
گوجرانوالہ۔ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۷۳ ——— [حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب جہلمی۔]

حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی مدت فیوضہم نے المہند کا خلاصہ آسان اُردو زبان میں لکھ کر بڑی خدمت سر انجام دی ہے اور ہند و پاک میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ و مسلک کے صحیح ترجمان اور جانشین علماء دیوبند کی کتاب المہند علی المفند۔ جس پر حرمین شریفین اور مصر و شام و عراق وغیرہ بلادِ اسلامیہ کے چاروں فقہ مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں اور جس

کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے۔ اس کی اشاعت عمدہ طباعت
کے ساتھ بھی کردی گئی ہے۔

مفتی صاحب موصوف کا ہم سب پر احسان ہے۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

فقط

خادم اہل سنت عبد اللطیف غفرلہ

۲۳، جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقائدِ اہل السُّنۃ والجماعَۃ

مُصدقہ

اکابرین علماءِ دیوبند

حسب ارشاد

یادگارِ اسلاف حضرۃ سیّد عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یکے از متوسلین حضرت تھانویؒ وخلیفۂ ارشد

محدث العصر حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

و

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی

مرتبہ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

ناشر

ادارۂ اسلامیات. لاہور . کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ !! اکابر اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کی متفقہ عقائد کی اور مسلکی دستاویز کتاب "المہند" میں جو عقائد درج ہیں وہ قرآن و سنت اور اجماع امت کے عین مطابق اور اہل سنت والجماعت کی کتب میں صدیوں سے موجود ہیں۔ ہم ذیل میں افادۂ عام کے لئے "المہند" اور اس کے "خلاصہ" سے اختصار کے ساتھ بعض عقائد درج کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

عقیدہ نمبر ۱: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگرچہ سفر کرنے اور جان مال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔ (المہند۔ ص: ۱۰)

عقیدہ نمبر ۲: مدینہ منورہ کو سفر کے وقت زیارت آنحضرت ﷺ کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی کی اور دیگر مبارک جگہوں کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے جو علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا ہے کہ خالص قبر مبارک کی نیت کرے اس میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی تائید آپؐ کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ "جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں"۔ (المہند۔ ص: ۱۱)

عقیدہ نمبر ۳: زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو چھوئے ہوئے

ہے سب سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔(المہند ۔ص:۱۱)

عقیدہ نمبر ۴: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعا میں انبیاء اور اولیاء اللہ کو وسیلہ جائز ہے ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔ (المہند ۔ص:۱۳)

عقیدہ نمبر ۵: آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

عقیدہ نمبر ۶: اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحاوی ۔ص:۲۲۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۔ص:۱۱۲)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں " سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ اور سلام کا جواب دینا یہ تو دونوں (ہمیشہ) ثابت ہیں (نشر الطیب) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا " البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا"۔ (الجامع الصغیر وقال صحیح)

عقیدہ نمبر ۷: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے جو سب آدمیوں کو حاصل ہے بلکہ روح مبارک کے تعلق سے جسد اطہر کو بھی حیات حاصل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"حضرات انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں"۔

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ "الانبیاء احیاء" سے حضرات انبیاءؑ کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ صرف ارواح یعنی انبیاءؑ اپنے اجسام مبارک کے ساتھ زندہ ہیں۔

(تحیۃ الاسلام۔ ص: ۳۶)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں "خلاصہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔

(ماہنامہ الصدیق ۱۳۷۸ھ)

مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "آنحضرتؐ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں آپؐ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں"۔

(ماہنامہ الصدیق مذکور)

عقیدہ نمبر ۸: بہتر یہ ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

عقیدہ نمبر ۹: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور صلوٰۃ وسلام پہنچایا جاتا ہے۔

(طبقات الشافعیہ۔ ص: ۲۸۲، ج: ۳)

صلوٰۃ وسلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کو اطلاع دیتے ہیں آج کل صلوٰۃ وسلام کے پہنچنے کی جو یہ مراد نکالی جا رہی ہے کہ صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔

(ایضاً)

عقیدہ نمبر۱۰: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح تمام انبیاءؑ) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح علیہم نبی اور رسولؑ ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر۱۱: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپؐ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپؐ تمام انبیاء اور رسلؑ کے سردار اور خاتم ہیں۔ (المہند۔ ص:۴۰)

عقیدہ نمبر۱۲: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار محمد رسول ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہ بات ہے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

عقیدہ نمبر۱۳: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ "جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ (المہند۔ ص:۴۴)

عقیدہ۱۴: جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے کہ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر۱۵: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی اور رسول۔ اور بے شک آپ ﷺ کو اولین اور آخرین کا علم عطا ہوا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو ہر وقت ہر جز کا علم ہو کہ اگر کسی واقعہ کا آپ ﷺ کو علم نہ ہوا اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا اس سے آگاہ ہو تو آپ ﷺ کے ساری مخلوق سے افضل ہونے اور

وسعت علم میں نقص آجائے۔

عقیدہ نمبر ۱۶: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ ﷺ سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ (المہند۔ ص ۲۷)

عقیدہ نمبر ۱۷: ہمارے نزدیک حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب ثواب ہے خواہ کوئی بھی درود شریف ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود شریف ہے جس کے الفاظ بھی آپ ﷺ سے منقول ہیں۔ (المہند۔ ص: ۲۹)

عقیدہ نمبر ۱۸: وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ آپ ﷺ کی ولادت مبارک کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔ (المہند۔ ص: ۳۱)

عقیدہ نمبر ۱۹: آنحضرت ﷺ (اور اسی طرح تمام انبیاءؑ) کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ (نشر الطیب)
آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا"۔ (بخاری۔ ج: ۱)

عقیدہ نمبر ۲۰: انبیاءؑ کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے "رؤیا الانبیاء وحی" کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (بخاری۔ ج: ۱ ص: ۲۵)

عقیدہ نمبر ۲۱: آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے "صفوں کو سیدھا کیا کرو" کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں"۔ (بخاری شریف۔ ج: ۱ ص: ۱۰۰)

عقیدہ نمبر ۲۲: اس زمانہ میں واجب ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے۔ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔ (المہند۔ ص: ۱۹)

عقیدہ نمبر ۲۳: ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ (المہند ـ ص:۱۶)

عقیدہ نمبر ۲۴: مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرح سے جو عوام میں رائج ہے۔ (المہند ـ ص:۱۸)

عقیدہ نمبر ۲۵: ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور واقع کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر ملحد و زندیق ہے۔ اور اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں (المہند)

راقم الحروف! احقر سید عبدالقدوس ترمذی

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

تصدیق و توثیق

حضرت اقدس یادگار زمانہ حجۃ الخلف فقیہ العصر مولانا قاری الحاج مفتی سید **عبدالشکور** صاحب ترمذی دامت برکاتہم العالیہ فاضل دارالعلوم دیوبند و مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ: نظرت ہذا الرسالۃ فوجدتہا صحیحۃ جیدۃ "موافقۃ لمذہب اہل السنۃ والجماعۃ اتفق علیہا علمائنا ومشائخنا جمیعہم اللہ تعالیٰ یجزی اللہ تعالیٰ لمرتبہا احسن الجزاء

کتبہ الاحقر سید عبدالشکور ترمذی الجامعۃ "الحقانیہ" ساہیوال من توابع سرجودھا۔